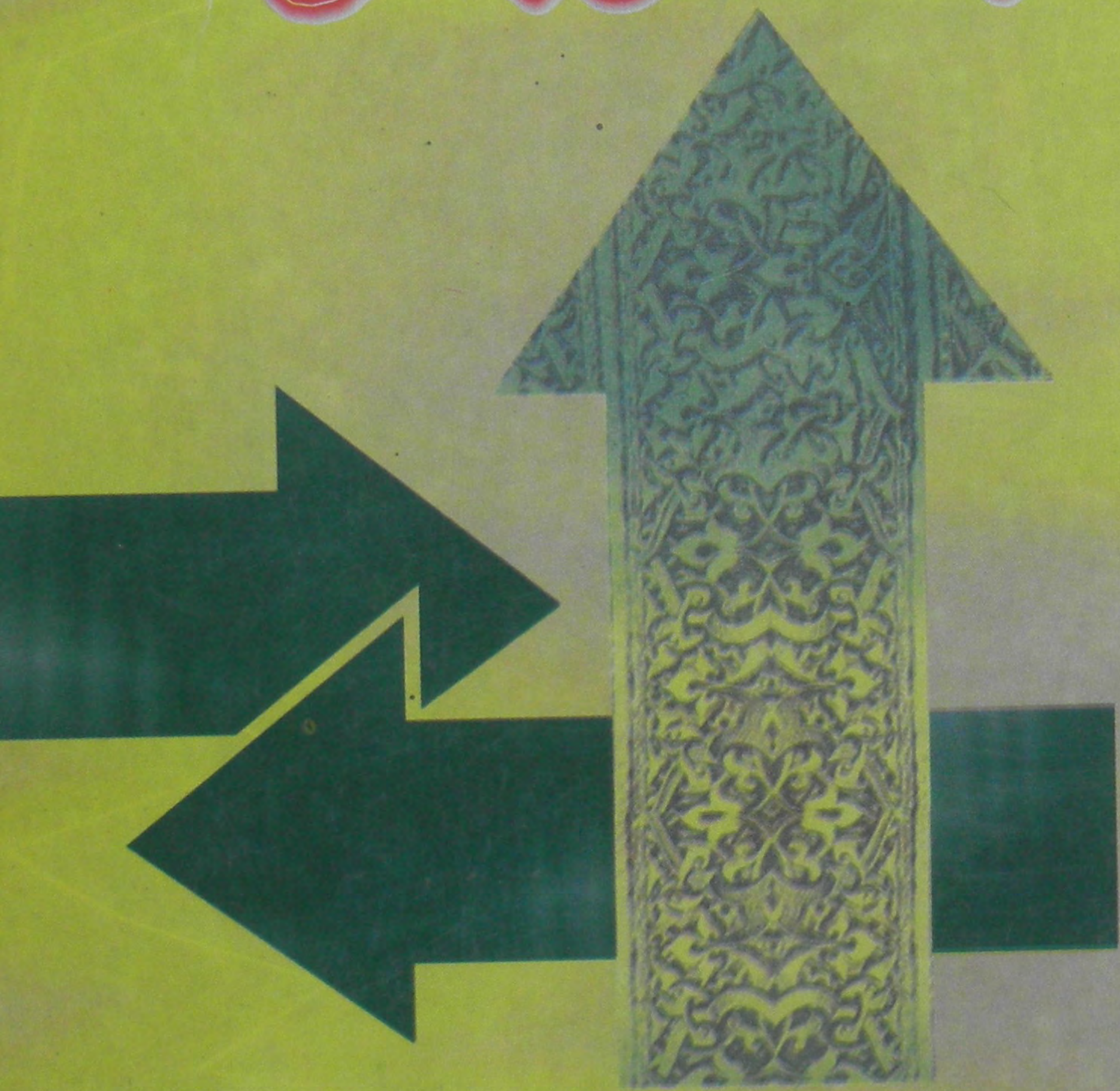
رضا فرہادیان

نوجوانوں کے لئے

جاننے کی باتیں



نوجوانوں کے لئے

جاننے کی باتیں

تالیف

رضا فرہادیان

ناشر

مطبوعاتِ توحید

رضویہ سوسائٹی کراچی۔ ۷۴۶۰۰

کتاب : نوجوانوں کے لئے جاننے کی باتیں

تالیف : رضا فرہادیان

ترجمہ : سید سعید حیدر زیدی

ناشر : مطبوعاتِ توحید

تاریخِ اشاعت : شعبان ۱۴۱۸ھ ، دسمبر ۱۹۹۷ء

"رسولِ اکرمؐ نے فرمایا : میں تمہیں جوانوں کے بارے میں حسنِ سلوک کی سفارش کرتا ہوں' ان کے دل رقیق تر اور ان کے قلب جلد اچھائیاں قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ خداوندِ عالم نے مجھے نبوت کے لئے مبعوث کیا تاکہ لوگوں کو رحمتِ خدا کی بشارت دوں اور اس کے عذاب سے ڈراؤں۔ جوانوں نے میری باتیں قبول کیں' مجھ سے پیمانِ محبت باندھا' لیکن بوڑھوں نے میری بات قبول کرنے سے روگردانی کی' میری مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے اور قساوت و سخت دلی سے دوچار ہوئے۔"

”.....ہر انسان کی سعادت یا شقاوت کو خود اس انسان کا عزم و ارادہ رقم کرتا ہے۔ اگر عزیز و سربلند ہونا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیئے کہ اپنی زندگی کے سرمائے اور جوانی کی صلاحیتوں سے استفادہ کرو اور اپنے ارادے اور عزم راسخ کے ساتھ علم و عمل اور حصول دانش و بینش کی سمت حرکت کرو۔“(امام خمینی قدس سرہ)

فہرست

پہلا حصہ

جوان اور زمانۂ بلوغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

مقدمہ

جوانی کی سرحد میں قدم رکھنے والا ہر فرد اپنی شناخت اور اپنے ماحول سے آشنائی کے لئے رہنمائی اور آگاہی کا محتاج ہے۔ نوجوان مسلسل رشد و نمو کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس کی جسمانی نشوونما کے ساتھ ساتھ قدرتی طور پر نفسیاتی ہیجانات اور جذبات بھی پروان چڑھ رہے ہوتے ہیں۔ انسانی جسم غیرارادی طور پر پروان چڑھتا ہے اور جذباتی و نفسیاتی نشوونما بھی اسی کے ساتھ ساتھ جاری رہتی ہے۔ یعنی اس کا جسم کے بڑھنے سے مستقیم (Direct) تعلق ہوتا ہے۔

دنیا و آخرت میں کمال کی جانب انسان کی پیشرفت اسی وقت اپنی فطری و قدرتی حالت میں جاری رہ سکتی ہے جب وہ فکری اور اعتقادی لحاظ سے صحیح سمت اور فطری راہ پر گامزن ہو اور خداوندِ عالم کے اس ارتقائی پروگرام سے ہم آہنگ ہو جو اس نے پوری کائنات پر لاگو کر رکھا ہے۔

لہٰذا ایک طرف تو ہر فرد روحانی ترقی اور تعمیر کے لئے صالح و خیراندیش مربیوں کی ہدایت و رہنمائی کا محتاج ہے اور دوسری طرف اس کے لئے لازم ہے کہ وہ خود اپنے بارے میں، اپنے کردار و اعمال کے بارے میں اور ماحول سے اپنے تعلق کے بارے میں غور و فکر کرے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ جانے کہ اسے کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے-----؟ خاص کر اس موقع پر جب کہ وہ بچپنے کی حدود سے جوانی کے مرحلے میں

قدم رکھتے ہوئے اپنی شخصیت کو دریافت کرتا ہے' رفتہ رفتہ اسے اپنے وجود کا احساس ہوتا ہے' وہ سوچتا ہے کہ میں کون ہوں؟ کہاں ہوں؟ اور مجھے کیسا ہونا چاہئے؟

ضروری ہے کہ اسے ان سوالات کے جواب معلوم ہوں تاکہ وہ اپنی زندگی کی راہوں پر دیکھ بھال کر قدم اٹھا سکے اور ایک آسودہ اور سعادت مند مستقبل حاصل کر سکے۔

معروف برطانوی ماہرِ نفسیات ڈاکٹر "استاس چسر" کہتا ہے کہ۔

"ان تحقیقات کے بعد جو میں نے بکثرت افراد پر ان کی بے چینی کے اسباب جاننے کے لئے کی ہیں' میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان لوگوں نے اپنے بچپن اور جوانی کے زمانے میں بخوبی یہ بات نہیں سیکھی تھی کہ انہیں کس طرح اپنی زندگی بسر کرنی چاہئے اور اس بارے میں ان کی خاطر خواہ رہنمائی نہیں کی گئی تھی۔

ان میں سے بہت سے لوگ اب خود ماں باپ بن چکے ہیں اور ان کے اپنے بچے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ خود اپنی شناخت سے عاجز ہیں لہٰذا اپنے روحانی اور نفسیاتی اضطراب کو اپنے بچوں میں منتقل کر رہے ہیں۔"

ایک نوجوان اپنی کم سنی اور عمر رسیدہ لوگوں کی نسبت زندگی کی سختیوں سے کم دوچار ہونے کی وجہ سے ایک خام اور تجربے سے عاری ذہن کا مالک ہوتا ہے۔ اس نے اپنے بزرگوں کے مقابلے میں زمانے کا سرد و گرم کم چکھا ہوتا ہے اور مشکلات و دشواریوں کا کم سامنا کیا ہوتا ہے۔ اس زمانے میں اس کا پاک اور سادہ ذہن انحراف و گمراہی اور آلودگیوں سے محفوظ ہوتا ہے اور کیونکہ اس نے ابھی ابھی بچپنے کی سرحد عبور کر کے عہدِ شباب میں قدم رکھا ہوتا ہے اس لئے زیادہ عمر والے لوگوں کی نسبت اسے اپنے بچپن میں پیش آنے والے حادثات اچھی طرح یاد ہوتے ہیں اور وہ اپنے بعض احساسات اور اعمال کے اسباب کو جانتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوں ہی اسے اپنے کسی ناپسندیدہ عمل کا علم ہوتا

ہے وہ با آسانی اسکا سبب دریافت کرلیتا ہے اور اسکی اصلاح کی کوشش شروع کردیتا ہے۔

ایک جوان کے سامنے ابھی اس کی زندگی کا بیشتر حصہ باقی ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات کی بہتر شناخت کے ذریعے آئندہ زندگی میں پیش آنے والے حوادث کے مقابلے میں ناپسندیدہ ردِعمل کے اظہار کی روک تھام کرسکتا ہے۔

پہلا قدم

اپنے ماحول اور خود سے متعلق موجودات کی شناخت سے قبل ایک انسان کے لئے نہایت اہم چیز "خود آگاہی" ہے۔ خود اپنے آپ پر توجہ اور خود اپنی شناخت نظامِ خلقت کا ایک حیرت انگیز امر ہے۔

انسان دوسرے افراد اور موجوداتِ عالم سے آگاہی کے ساتھ ساتھ خود اپنے بارے میں بھی آگاہی اور "توجہِ حضوری" ☆ رکھتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ عین اس حال میں وہ اپنی توجہ کو خود اپنی شخصیت پر بھی متمرکز رکھ سکتا ہے اور اپنے اعمال و کردار کا بھی جائزہ لے سکتا ہے۔ حتیٰ کسی دوسرے خارجی وجود سے زیادہ بہتر انداز میں وہ خود اپنے آپ کو اور اپنے اعمال کو تجربے اور علمی جستجو کا محور قرار دے سکتا ہے۔

انسان کو اپنی ذات کے باہر سے حاصل ہونے والی معلومات ممکن ہے غلطیوں سے محفوظ نہ ہوں لیکن وہ خود اپنی شناخت کے بارے میں خطا کا شکار نہیں ہوتا۔ اس بارے میں قرآنِ کریم کا ارشاد ہے کہ۔

"بل الانسان علیٰ نفسہٖ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ"

"بلکہ انسان خود بھی اپنے نفس کے حالات سے خوب باخبر ہے چاہے وہ کتنے ہی عذر کیوں نہ پیش کرے۔" (سورہ قیامت ۷۵ - آیت ۱۴-۱۵)

☆ ہم میں سے ہر ایک بغیر کسی واسطے کے محض اپنی ذات پر توجہ کے ذریعہ اپنے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کرسکتا ہے۔ خود اپنے بارے میں ہمارا یہ ادراک "علمِ حضوری" کہلاتا ہے۔

جب انسان اپنے باطن کو پہچان کر اس کی اصلاح کرلیتا ہے تو اس سے صادر ہونے والے اعمال کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔

ایک جوان میں اتنی قوت و صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ زندگی میں پیش آنے والی کامیابیوں یا ناکامیوں کے سامنے حواس باختہ نہ ہو بلکہ ایمان کی طاقت' خدا پر توکل اور عزمِ راسخ کے ساتھ حوادث کی موجوں کا مقابلہ کرے۔ کیونکہ کامیابیوں پر غرور اور شکست پر ناامیدی دونوں ہی اس کے لئے خطرناک ہیں۔

لہٰذا جوانانِ عزیز! اگر آپ کامیاب و کامران زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ ابھی اسی وقت اپنا جائزہ لیجئے' دیکھئے آپ میں کیا نقائص اور عیب پائے جاتے ہیں۔

پھر رفتہ رفتہ ان سے چھٹکارے کی کوشش کیجئے۔ آپ کو جان لینا چاہئے کہ بچپنے کی سرحدوں کو عبور کرکے جوانی کے مرحلے میں قدم رکھنے کا یہ دور آسان نہیں بلکہ نشیب و فراز سے پُر اِس راستے کو علم و آگاہی کے ساتھ اور نہایت احتیاط سے طے کرنے کی ضرورت ہے۔

وہ عظیم رہنما جن کا مقصد انسانیت کی خدمت تھا اور جو لوگوں کی علم و دانش' عدل و انصاف اور خدا پرستی کی جانب رہنمائی کرتے تھے ان کی حیات کا مطالعہ ہمیں اس نکتہ سے آگاہ کرتا ہے کہ یہ ہستیاں ان لوگوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے بلوغ اور جوانی کا حساس زمانہ صحت مندانداز میں اور نہایت پاکیزگی کے ساتھ گزارا تھا اور اپنے ایامِ جوانی کو نہایت ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ عبور کیا تھا۔ اپنی جوانی کی قوتوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا تھا اور ایسی روش کا چناؤ کیا تھا جس نے کمال کے حصول کے سلسلے میں ان میں پائی جانے والی صلاحیتوں کو جِلا بخشی اور ان مردانِ صالح کا وجود ہمیشہ دوسروں کے لئے خیر و برکت کا موجب رہا تھا۔

دانشوروں، سماجی رہنماؤں، دینی پیشواؤں اور پیغمبرانِ الٰہی کی زندگیوں کا گہری نظر سے مطالعہ یہ جاننے میں مددگار ثابت ہوتا ہے کہ انسان کو سعادتِ دارین کے حصول کے لئے کون سے عمل انجام دینے چاہئیں اور وہ کون سے راستے اختیار کرنے چاہئیں جو اس کی توانائیوں میں اضافے کا موجب ہوں۔

تاریخ میں پائے جانے والے ایسے لوگ جو خود اپنے اور دوسروں کے لئے فساد و گمراہی کا سبب بنے ہیں، اکثر وہ لوگ تھے جو اپنی زندگی کے انتہائی اہم دور "جوانی" میں انحراف اور آلودگیوں میں مبتلا رہے اور جن کی شخصیت مکمل طور پر تباہی و بربادی کا شکار ہو گئی۔

لہٰذا دورانِ شباب کے حساس مسائل سے عدم آگاہی، نفسیاتی خلل اور شخصیت میں تزلزل کا موجب ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ایک تاریک اور غیر واضح مستقبل انسان کا منتظر ہوتا ہے۔

مستقبل پر نظر

آپ کو اپنی آئندہ زندگی میں بہت سا وقت میسّر ہوگا۔ آپ کو اس فرصت سے استفادے کا حق حاصل ہے۔ لیکن کس طرح؟ کیسے اور کس مقصد کے لئے؟

آئندہ آپ کو بنیادی اور اہم امور کا سامنا ہوگا مثلاً اپنے دوستوں اور ہم عمروں سے میل جول، اعزّہ و اقرباء کے یہاں رفت و آمد اور ان سے سلوک و رفتار، میدانِ تعلیم میں مضمون کا انتخاب، مناسب پیشہ اور اس میں مسلسل کامیابی کے حصول کی جدوجہد----- بالآخر ایک وقت ایسا آئے گا جب آپ شادی رچانے اور اس کے بعد اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے بارے میں سوچیں گے۔ البتہ ممکن ہے آپ کو زندگی میں کچھ غیر متوقع مسائل سے بھی دوچار ہونا پڑے، جیسے مختلف زیرِ تکمیل کاموں کے سلسلے میں ناامیدی و دل تنگی، بیماریاں اور غم و اندوہ وغیرہ۔ یقیناً آپ نے اب تک شکست اور ناامیدی کا مزہ

چکھ بھی لیا ہو گا۔

جوانی میں عام طور پر یہ ناامیدی اور غم بہت ناگوار گزرتے ہیں۔ کیونکہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف آپ ہی کو پریشانی اور غموں کا سامنا ہے۔ آپ کے ذہن میں یہ نہیں آتا کہ آپ کے علاوہ بھی دوسرے سینکڑوں انسان ہمیشہ سختیوں اور مصائب سے دوچار رہتے ہیں۔

انسان کی زندگی میں ناگوار حوادث ناگہانی اور غیر متوقع طور پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے۔ لیکن یہ مشکلات اور سختیاں اسلامی تعلیمات اور الٰہی نظریہ کائنات میں خاص معنی و مفہوم کی حامل ہیں اور ان کی حیثیت ایک بے مقصد حادثے کی سی نہیں ہوتی۔ قولِ معصوم ہے :

"البلاءُ للظالم ادب و للمؤمن امتحان و للأولیا درجة"

"بلائیں ظالم کے لئے تنبیہہ و تادیب' مومن کے لئے آزمائش و امتحان اور اولیاء و دوستانِ خدا کے لئے درجات کے حصول کا ذریعہ ہیں۔"

(بحار الانوار۔ ج۸۱۔ ص۱۰۸)

حضرت علیؑ کا ارشاد ہے۔

"المؤمن یبتلیٰ بانواع البلاء"

"مومن مختلف بلاؤں میں مبتلا ہوتا ہے۔" (میزان الحکمہ۔ ج۱۔ ص۴۸۴)

ایک باایمان جوان اس درست طرزِ تفکر کے بَل بُوتے پر جو وہ خود اپنے اور ان حوادث کے بارے میں رکھتا ہے' ان غیر اختیاری مشکلات و مصائب کو ایک پُل' ترقی کے ایک زینے اور خداوندِ عالم کی طرف سے آزمائش (کہ جو اس کے کمال و سعادت کی ضمانت ہے) کا وسیلہ سمجھتا ہے اور انہیں ہوشیاری کے ساتھ عبور کرکے اپنا تابناک مستقبل رقم کرتا ہے۔

حضرت امام خمینیؒ، شیخ انصاریؒ اور علامہ طباطبائیؒ جیسی دینی و سماجی شخصیات سے لے کر آئن سٹائن، ایڈیسن اور پاسٹر جیسے علومِ طبیعی کے دانشمندوں تک کی جوانی کے حساس دور میں پیش آنے والے ناگوار حوادث و واقعات اس حقیقت کے بیان کے لئے کافی ہیں کہ ان حضرات نے اس صحیح طرزِ تفکر اور درست ادراک کے ساتھ (جو وہ ان ناگوار حوادث کے بارے میں رکھتے تھے) شائستہ اور مناسب طریقے سے ان کا مقابلہ کیا اور کامیابی کے ساتھ یہ مرحلہ عبور کیا۔

خلاصے کے طور پر یہ جان لیجئے کہ اگر ہم صحیح اور عقل و منطق پر مبنی عقیدے اور ہدف کے مالک ہوں تو یہ ہدف ہمیں اطمینان و آسودگی اور ولولہ عطا کرتا ہے، قوت بخشتا ہے، کارزارِ حیات میں مسلسل جدوجہد پر آمادہ کرتا ہے، آگے بڑھنے میں مددگار ہوتا ہے اور بالآخر اس کے سائے میں ہم خوشی خوشی مکمل کامیابی کے ساتھ اپنا ہدف حاصل کر لیتے ہیں۔

حقیقت پسندی

ہم میں سے اکثر لوگوں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ اپنی سستی اور غفلت کا اقرار کرنے کی بجائے شکست اور ناکامی کا الزام دوسروں کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ یا حادثات اور اتفاقات کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ اپنے نقائص اور عیبوں کو نہیں دیکھتے اور ان کے ازالہ کی کوشش نہیں کرتے۔

تجربہ اس بات کا گواہ ہے کہ ہم مسائل کو اس طرح دیکھنا چاہتے ہیں جس طرح ہمارا دل چاہتا ہے، اس طرح سے نہیں جیسے کہ وہ ہیں۔ ہمیں اپنے معائب اور نقائص پر تھوڑی دیر کے لئے بھی متوجہ ہونا پسند نہیں ہوتا۔ حالانکہ کاموں کے بارے میں غور و فکر اور ان کے نقائص کو مدِ نظر رکھنا دوبارہ اسی غلطی کی روک تھام میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس خصلت کو اپنانے کے بعد ہم ہر روز کمال و بے عیبی کی جانب قدم بڑھا سکتے ہیں۔

اسی بارے میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔

"معرفۃالنفس انفع المعارف"

"خود اپنی شناخت سودمند ترین شناخت ہے۔"

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالقِ کائنات کی شناخت کو بھی انسان کی خود اپنی ذات کی شناخت سے وابستہ قرار دیتے ہیں۔

"من عرف نفسہ فقد عرف ربہ"

"جس نے خود کو پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا۔"

کیونکہ جب تک انسان خود اپنے آپ کو نہ پہچانے اور اپنے باطنی محرّکات اور تقاضوں کا صحیح طور پر جائزہ نہ لے اور اس کائنات میں اپنی آمد کے مقصد سے باخبر نہ ہو اس وقت تک وہ اپنی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کے بارے میں بخوبی فیصلہ نہیں کر سکتا۔

زندگی کا اہم ترین دور

اگر آپ ایک جوان کی حیثیت سے اپنے زمانہء بلوغ (جو آپ کی زندگی کا ایک اہم اور حساس ترین دور ہے) کے بارے میں شناسائی حاصل کریں اور یہ بات جان لیں کہ اس زمانے میں خود آپ کے اندر اور آپ کے ہم عمر دوسرے لوگوں میں کیا تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں تو آپ باآسانی یہ بحرانی دور گزار سکتے ہیں۔

عمر کے اس دور کی اہم ترین خصوصیت جنسی میلان کا ظاہر ہونا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جنسی مسائل کو نہ جاننا اور ان کے بارے میں واقفیت نہ رکھنا گناہ سے پاک رہنے کی ضمانت نہیں۔

اگر ایک جوان سنجیدگی کے ساتھ اور کسی باصلاحیت ذریعے سے زمانہء بلوغ کے مسائل حتیٰ تولیدِ نسل (کہ جسے خالقِ کائنات نے انسان، حیوان اور نباتات وغیرہ میں ان

کی نسل کی بقا کے واسطے قرار دیا ہے) کے بارے میں بھی صحیح طور سے آشنا ہو تو اس کے گمراہی میں مبتلا ہونے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف ہر جوان کے لئے لازم ہے کہ اس حساس اور بحرانی دور میں اپنی جوانی کی قدر و قیمت کو پہچانے اور اپنے ذہن کو بے سوچے سمجھے جنسی مسائل کے بارے میں جستجو اور انحراف آمیز باتوں میں مشغول نہ کرے۔ کیونکہ اس مسئلہ پر حد سے زیادہ توجہ دینا اس کے اندر شیطانی وسوسوں کے سر ابھارنے کا سبب ہوتا ہے اور اس کی متوازن زندگی عدم توازن کا شکار ہو جاتی ہے نیز وہ تعلیمی میدان میں بھی دشواریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یوں اس کے اندر موجود جوانی کی بھرپور صلاحیتیں ضائع ہونے لگتی ہیں۔

جسمانی بلوغ کیسے ظاہر ہوتا ہے؟

بلوغ کا ظہور انسانی بدن میں عضویاتی (Physiological) تبدیلیوں کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ لڑکوں و لڑکیوں کے وجود میں یکسر نئی کیفیت رونما ہوتی ہے اور بدن میں داخلی اور خارجی رقیق مواد خارج کرنے والے غدود فعال ہو جاتے ہیں۔ ☆

ابتدائی جنسی صفاتَ جو جنسی اعضاء سے تعلق رکھتی ہیں تولیدِ نسل کی ذمہ داری اٹھاتی ہیں۔ یہ تغیرات Pituatary gland اور جنسی غدودوں کے فعال ہونے کی وجہ سے

☆ سائنسی لحاظ سے ثابت ہے کہ داخلی و خارجی رطوبتیں خارج کرنے والے غدود جو کچھ تیار کرتے ہیں وہ خود ہمارے ہی بدن کی ضروریات پوری کرتے ہیں لیکن جنسی غدود خواہ مرد کے ہوں یا عورت کے ان غدودوں میں سے ہوتے ہیں جو داخلی رطوبتیں بھی پیدا کرتے ہیں اور خارجی رطوبتیں بھی۔ ان کی داخلی رطوبتیں جو جنسی ہارمون ہوتے ہیں بدن کی بعض حیاتیاتی سرگرمیوں اور جنسی بلوغ کے لئے ضروری ہیں، جیسے Testosterone، Progestrone اور Estrongen۔

مرد کے جنسی غدود سے خارج ہونے والا مواد منی ہوتا ہے جس میں دوسری رطوبتوں کے علاوہ Spermatozoide بھی شامل ہے جو خود اس کے اپنے جسم کے لئے ضروری نہیں ہوتا بلکہ تناسل کے کام آتا ہے۔

وجود میں آتے ہیں۔ ☆

یہ تبدیلیاں زندگی کے ایک دور سے دوسرے دور میں داخلے کے نکتہ آغاز میں سے ہیں۔ ممکن ہے پہلی نظر میں یہ تبدیلیاں قابلِ توجہ نہ ہوں لیکن اس حالت کا جسمانی وضع اور نفسیات کے لحاظ سے بچپنے کے زمانے سے فرق مکمل طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔

عام طور پر لڑکے ۱۵ سال کی عمر میں اور لڑکیاں ۹ سال کی عمر میں جنسی بلوغ کو پہنچتے ہیں۔ اس مرحلے کو طے کرتے ہوئے اکثر لڑکے لڑکیوں کے چہروں پر پختگی آجاتی ہے اور ان کے بدن کے عضلات نمایاں ہوجاتے ہیں اور اس کے بعد آخری عمر تک ان میں بہت سست رفتار تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

جوانی کے دور میں اکثر قد بلند ہوجاتا ہے' وزن بڑھ جاتا ہے اور ہڈیاں اور اعضاء جسمانی تیزی سے بڑھتے ہیں۔ اسی طرح جسم کے داخلی اعضاء کی نشوونما بھی سرعت کے ساتھ ہوتی ہے۔

عالمِ شباب میں رونما ہونے والی دوسری جسمانی خصوصیات یہ ہیں مثلاً چہرے اور بعض دوسرے اعضاء بدن پر بالوں کا نمودار ہونا' لڑکوں کی آواز پھٹ کر بھاری ہوجانا اور سوتے میں پہلی مرتبہ احتلام ہونا۔ ☆

☆ ہر جنس میں بلوغت کے جسمانی اور ظاہری آثار پیدا ہونے مثلاً لڑکوں کے عضلات کے بڑھنے اور آواز کے بھاری ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جنسی غدود Testes کام کریں اور جنسی ہارمون Testoterone کے نام سے رطوبت خارج کریں۔ یہ رطوبتیں خارج ہونے کے بعد خون کی گردش کے ساتھ ساتھ بدن کے تمام اعضاء اور خلیوں میں پہنچتی ہیں اور ان کے اندر خاص طور سے جنسی اعضاء میں ایک تبدیلی کا آغاز کرتی ہیں کہ جنہیں مجموعی طور پر جنس کے ثانوی آثار و علائم (Secondary Sexual characterstics) کہا جاتا ہے۔ اس کے مقابل ان آثار و علائم کو جو اس شخص کی جنس کو مشخص کرنے والے ہیں جنس کے اولین آثار و علائم کا نام دیا جاتا ہے۔

☆ سوتے ہوئے منی کے نکلنے کو احتلام کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کو احتلام کثرت سے ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو کم ہوتا ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے اور روحانی و جسمانی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

البتہ ممکن ہے کہ یہ خصوصیات مختلف لوگوں میں متفاوت اور نسبتاً مختلف زمانوں میں ظاہر ہوں۔

بلوغ کے روحانی و نفسیاتی آثار

زمانۂ بلوغ میں رونما ہونے والی تبدیلیاں انتہائی شدید اور نوجوانوں کے پورے وجود کا احاطہ کئے ہوتی ہیں۔ بلوغت ایک طرح سے بالکل نئی زندگی کے مترادف ہے۔ یعنی بالغ ہونے کے بعد انسان میں اپنے بچپنے سے مختلف جذبات اور جسمانی خصوصیات رونما ہوتی ہیں۔ ☆

اس مرحلے میں نوجوان میں ایک دوسرے سے مختلف اور باہم متضاد رجحانات جنم لیتے ہیں۔ مثلاً اس میں بچپنے کی خودپسندی بھی باقی رہتی ہے اور دوسروں سے دوستی کا بھی طلبگار ہوتا ہے۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ رہنے کی خواہش کے ساتھ ساتھ تنہائی کو بھی پسند کرنے لگتا ہے۔

(بقیہ گزشتہ صفحے کا حاشیہ) اعتدال کی علامت ہے۔ احتلام قاعدۃً بلوغ کے ابتدائی مراحل میں ہونا چاہئے۔ لیکن عام طور پر دوسرے عوامل جیسے آب و ہوا' نسل و نژاد' جغرافیائی اور سماجی ماحول کی بنا پر اس کے ظاہر ہونے میں چند ماہ کی تاخیر ہوسکتی ہے۔ اگر کسی شخص کو مسلسل احتلام ہوتا ہو مثلاً وہ ہر رات یا اکثر راتوں میں محتلم ہوجائے اور یہ سلسلہ جاری رہے تو ممکن ہے وہ اس وجہ سے کسی بیماری میں مبتلا ہوجائے اور ہوسکتا ہے اس میں کوئی جسمانی اور نفسیاتی کمزوری پیدا ہوجائے۔ رات کو ہلکی غذا لینا' پرُخوری سے اجتناب' جنسی تحریک کا سبب بننے والی میٹھی اور گرم غذاؤں و ادویات سے پرہیز' سونے سے پہلے اچھی طرح پیشاب کرنا تاکہ مثانہ خالی ہوجائے' ذہن کو گمراہ کن خیالات سے محفوظ رکھنا اور صبح جلد بیدار ہونا جیسی باتوں پر عمل کرکے احتلام کو معمول کے مطابق رکھا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر افاقہ نہ ہو اور صورتِ حال جوں کی توں رہے' خاص کر جب کثرتِ احتلام کمزوری کا سبب بننے لگے تو شاید کبھی ڈاکٹر سے رجوع کرنا ضروری ہوجائے۔

☆ اسی بناء پر دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر والدین و سرپرست صاحبان سن (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اس عمر میں کل کا پُرجوش اور شرارتی بچہ آج کا حساس اور جلد اثر قبول کرنے والا جوان بن چکا ہوتا ہے۔ اس کے جسم میں رونما ہونے والے سریع تغیرات اس کی روح پر بھی بہت سے اثرات ڈالتے ہیں۔ جنسی قوت کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اس کے اندر جنسِ مخالف کے بارے میں ایک خاص احساس پیدا ہو جاتا ہے۔

وہ جستجو کی حس کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی حیرانی و پریشانی میں بھی مبتلا ہوتا ہے۔ حساس اور زود رنج ہو جانے کی بنا پر دوسروں کی باتوں پر بہت جلد ردِّ عمل کا اظہار کرتا ہے۔ کبھی خیالات میں گم رہتا ہے اور کسی وقت اپنے دوست احباب کی باتوں کے بارے میں سوچتا ہے۔ اپنے ہم عمروں کی عادات و اطوار کو بہت شدّت کے ساتھ اپناتا ہے اور ان کی حرکتوں کی پیروی کرتا ہے۔

شخصیت کے ارتقاء کے نکتۂ نظر سے اس کے بچپنے سے تعلق رکھنے والی مخصوص خصوصیات یک لخت تغیر کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اور اندرونی محرکات کے زیرِ اثر وہ اپنی شخصیت اور خود مختاری کا اظہار ہے۔

پہلے وہ معاشرے سے ہم رنگ ہوتا ہے مگر اب اختلاف کا اظہار کرنے لگتا ہے، اس میں چھپی ہوئی صلاحیتیں اپنا اظہار چاہتی ہیں۔ اب اس کی رفتار و سلوک میں اپنی شخصیت کا اظہار، چیزوں پر ملکیت جتانا، اپنے وجود کو نمایاں کرنا اور کسی خاص گروہ سے اپنے تعلق کا اظہار جھلکنے لگتا ہے۔

اس کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگوں کے درمیان اس کا ذکر ہو، وہ معاشرے میں کوئی کردار اور ذمہ داری قبول کرے۔ اس کی شخصیت مسلسل متزلزل رہتی ہے اور بسااوقات دوسرے لوگوں سے بد اعتمادی کا شکار ہوتا ہے اور مختلف کاموں کی انجام ہی کا

(بقیہ گزشتہ صفحے کا حاشیہ) بلوغت کو پہنچنے والے اپنے بچے کے بارے میں یہ شکایت کرتے نظر آتے ہیں کہ مثلاً "ہم تو اسے سمجھنے سے قاصر ہیں، یہ تو بالکل ہی بدل کر رہ گیا ہے۔" وغیرہ وغیرہ۔

حوصلہ نہیں رکھتا۔ لہٰذا وہ اپنی ان خامیوں کے تدارک کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے، رفتہ رفتہ دوسروں سے وابستگی کو ختم کرکے خود مختار زندگی کی بنیاد رکھنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ وہ اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ اس کے اطرافی اس کے مقام و مرتبہ کو پہچانیں۔ اس کے ساتھ محبت آمیز سلوک کریں۔ اس بارے میں پیغمبرِ اسلامؐ والدین و سرپرستوں سے فرماتے ہیں کہ۔

"اوصیکم بالشُبّان خیراً فانه ارقّ افئدة"

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جوانوں سے محبت کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ (اس زمانہ میں) ان کے دل نازک ہوتے ہیں۔" (میزان الحکمہ ۔ج۵۔ ص۵)

جوان کا عقلی اور فکری ارتقاء

اس زمانے میں نوجوانوں میں بہت زیادہ ذہنی ارتقاء ہوتا ہے۔ فکری لحاظ سے (پہلے سے) بہت زیادہ بلند سطح پر پہنچ جاتے ہیں۔ ذہنی عمل کو مکمل طور پر انجام دینے کے قابل ہوجاتے ہیں۔

اس دور میں جو چیز ایک عمر رسیدہ شخص کو ایک جوان سے ممتاز کرتی ہے وہ تجربے کا کم و زیاد ہونا ہے۔ نوجوان با آسانی منطقی مسائل کے بارے میں فیصلہ کرسکتا ہے۔ اچھائی و برائی کو پہچان سکتا ہے۔ آسانی سے استدلال کرسکتا ہے۔ کیونکہ اس کی ذہنی اور عملی توانائیوں کے درمیان ایک طرح کی ہم آہنگی وجود میں آجاتی ہے۔ اس کی صلاحیتیں اور استعداد ایک خاص سمت اختیار کرلیتی ہیں۔ وہ کسی خاص میدان کی جانب راغب ہوجاتا ہے۔

اس میں تفکر و تعقل کی قوت پیدا ہوجاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو بچپنے کی محسوس اور ملموس حقیقتوں کی قید سے رہائی دلانا چاہتا ہے۔ ممکن ہے بعض چیزوں کے بارے میں

شک و شبہ کا شکار ہو لیکن اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ خود میں نئے سرے سے اعتماد و یقین پیدا کرے اور مختلف باتوں کو دلائل کے ساتھ قبول کرے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام جوانوں سے تقاضا کرتا ہے کہ اس دور میں قدم رکھنے کے بعد وہ محض تقلیدی طور پر اپنے والدین کے عقائد و افکار کو قبول نہ کریں بلکہ اعتقادی اصولوں کو منطقی استدلال کے ساتھ سیکھیں۔ تاکہ یہ اعتقادات ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر جائیں اور حوادث و واقعات انہیں شک و تردّد کی گھاٹیوں میں نہ دھکیل سکیں۔

زندگی کے اس مرحلے میں اس کے لئے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ زندگی صرف کھانے پینے تک منحصر نہیں اور اب اسے اپنے بچپنے کی مانند محض لذتوں کے حصول ہی میں مصروف کار نہیں رہنا ہے۔ بلکہ انسان کی زندگی کا ایک بلند اور ارفع مقصد ہے اور اسے اس مقصد کے حصول کے لئے سرگرم ہونا چاہئے۔

اسے چاہئے کہ زندگی گزارنے کا سلیقہ سیکھے۔ اب اسے پیغمبرِ اسلامؐ اور ائمہ معصومینؑ کی رہنمائی اور ان کے نقشِ قدم پر اپنی زندگی استوار کرنی چاہئے۔

جوان میں اپنی ذات کا شعور

جوانی کی حدود میں قدم رکھنے والے انسان کو غیر معمولی تغیرات کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ تغیرات تین پہلوؤں سے اس کا گھیراؤ کرتے ہیں ایک جسمانی تغیرات' دوسرے نفسیاتی تغیرات اور تیسرے معاشرتی و سماجی تغیرات۔

جسمانی پہلو سے نوجوان میں نمایاں اور واضح نظر آنے والی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جن میں جنسی تحریک بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں نوجوان کو چاہئے کہ وہ سب سے پہلے خود کو ان نئی پیدا ہونے والی جنسی اور جسمانی تبدیلیوں کے ساتھ ہم آہنگ بنائے۔

اجتماعی اور معاشرتی تبدیلیوں کے حوالے سے نوجوان سماجی سرگرمیوں میں حصہ لے کر اور معاشرے میں سرگرمِ عمل کسی گروہ کا حصہ بن کر اجتماعی فعالیت کے جذبے کی

تسکین کر سکتا ہے۔

روحانی و نفسیاتی تغیرات کے سلسلے کی اہم ترین بات نوجوان کا خود اپنی حقیقت کو دریافت کرنا ہے۔ اب تک اس کے سامنے اپنی کوئی واضح اور درست تصویر نہیں ہوتی۔ لیکن وہ رفتہ رفتہ خود کو ایک نئے ظاہر ہونے والے وجود کے طور پر دریافت کر رہا ہوتا ہے۔

ایسی صورتِ حال میں اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ماضی کو حال اور جدید حالات کے ساتھ مربوط کرے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اس کی انفرادی شخصیت تشکیل پاتی ہے اور وہ اپنے اندر ایک خاص حالت محسوس کرتا ہے۔ خاص طور پر جب تنہا ہوتا ہے تو اپنے بارے میں سوچتا ہے۔ ایسے موقع پر اس کے ذہن میں سوالات ابھرتے ہیں کہ۔۔۔ ۔۔ میں کون ہوں؟ میرے ارد گرد کی دنیا کیا ہے؟ دنیا سے میرا کیا تعلق ہے؟ میں کس عالم میں زندگی گزار رہا ہوں؟ میری زندگی کا کیا مقصد ہے؟ مجھے کیسا ہونا چاہئے؟

یہ تمام سوالات اس کے اندر اپنی ذات کے ظاہر ہونے اور اپنے بارے میں شناسائی کے حصول کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور اسے ایک نوع کے اضطراب اور پریشانی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

اپنی شخصیت کی جستجو کے دوران جوان اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اس بات کا تعین کرے کہ اس کے لئے کیا چیز اہم ہے اور کونسی باتوں کی اہمیت ہے؟ اس طرح وہ کوئی ایسا معیار اور کسوٹی تلاش کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد پر وہ خود اپنے اور دوسروں کے اعمال کی قدر و قیمت کا صحیح صحیح اندازہ کر سکے۔☆

☆ اگر جوان تصورِ کائنات کے بارے میں گہری تحقیق سے کام نہ لے اور اسلامی تصورِ کائنات کے اصولوں سے آگاہی حاصل نہ کرے تو خشک علمی افکار و خیالات اس فعال اور حساس ترین دورِ حیات میں اس کی عقل کو خام خیالیوں، طرح طرح کے تصورات اور سنہرے خوابوں کا اسیر کر لیں گے۔ ان حالات میں جوان درست اور نادرست راہ کی تشخیص اور صحیح (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

یہ فکری تلاش اگر اپنے فطری راستے پر گامزن ہو اور جوان صحیح غور و فکر کے نتیجے میں اس کا منطقی جواب دریافت کرلے تو اس کی انفرادی اور اجتماعی شخصیت درست شکل و صورت اختیار کرلیتی ہے اور اس کے اندر اپنی ذات پر اعتماد قوی ہوجاتا ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں خدا اور مبداء کمال پر توجہ' روح و معنویت کی پرورش اور جوان کی شخصیت کی تشکیل میں دین کا تعمیری و حیات آفرین کردار سامنے آتا ہے۔ کیونکہ اس طرح انسان کو ان گہرے اور بظاہر سادہ سوالات کا جواب مل جاتا ہے جو اس کے لاشعور سے اٹھ رہے ہوتے ہیں اور جن میں سے بعض اس کے ذہن میں ابھرتے ہیں۔ یہ اس کے قلب کو قوت اور سکون بخشتے ہیں اور اسے روحانی اور نفسیاتی اضطراب سے نجات مل جاتی ہے۔

اس صورت میں جوان کی شخصیت شکل اور سمت حاصل کرتی ہے اور عظیم دینی پیشواؤں کو نمونہ عمل قرار دینے سے اس کا ارادہ قوی ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بلند ہمتی کے ساتھ اپنی بھرپور صلاحیتوں کو اپنی اور دوسروں کی تعمیرو ترقی کے لئے استعمال کرتا ہے۔

جوان اور خوف و ہراس

تجربات اور تحقیقات بتاتی ہیں کہ بچپنے میں پائے جانے والے اکثر موہوم اور بے بنیاد خوف جیسے اندھیرے سے ڈرنا' تنہائی سے خوف کھانا اور جانوروں سے دہشت زدہ ہوجانا وغیرہ جوانی میں ختم ہوجاتے ہیں۔ لیکن ان کی جگہ عمر کے اس حصے سے تعلق رکھنے والے

(بقیہ گزشتہ صفحے کا حاشیہ) اور غلط موقف کے تعین سے عاجز رہے گا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ جوانی کے میٹھے سپنوں میں ڈوبا ہوا ہوگا اور کائنات کے مسلّم حقائق اور خالقِ کائنات اور کمالِ مطلق' مبداء کمال و آفرینش کی شناخت اور حصولِ کمال اور ربّ العالمین سے نزدیک ہونے کے وسائل سے دور اور بے خبر ہوگا۔

خوف لے لیتے ہیں۔

جوانی اور نوجوانی میں لاحق ہونے والے خوف عام طور پر تعلیمی میدان میں ناکامی کا ڈر' سماج میں اعلیٰ مقام نہ مل سکنے کے سلسلے میں نقص و ناتوانی کے احساس وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ دوستوں یا عزیزوں کے درمیان کسی مسئلہ پر بات چیت' یا بعض موضوعات کے مطالعہ یا کوئی خبر سننے سے جوان کے اضطراب و ہیجان میں اضافہ ہو جائے۔ اسے ان باتوں کا خوف بھی ہوتا ہے کہ کہیں امتحان میں ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑے' مستقبل میں شکست و ناکامی اس کا مقدر نہ بن جائے' اسکول کالج کی طرف سے سپرد کیا گیا کوئی کام بخوبی انجام نہ دے سکنے سے کہیں اسے تحقیر و سرزنش کا نشانہ نہ بننا پڑے۔ وہ خوفزدہ رہتا ہے کہ کہیں کلاس میں اس کا مقام نہ گر جائے اور وہ اپنے اساتذہ اور ہم جماعتوں کے مذاق کا نشانہ نہ بن جائے۔

ایک طرف وہ والدین سے دور اور خود مختار زندگی بسر کرنا چاہتا ہے لیکن دوسری طرف اسی قدر ان سے محبت بھی کرتا ہے اور ان سے وابستہ بھی ہوتا ہے۔ خاص کر وہ والدین کی بیماری یا ان کے کسی پریشانی میں مبتلا ہو جانے کے خوف سے مضطرب رہتا ہے۔ اپنے گھرانے کی مالی اور معاشی صورتِ حال بھی اسے پریشان کئے رکھتی ہے۔ بسا اوقات وہ اپنی صحت کے بارے میں بھی پریشان ہو جاتا ہے یا ملازمت کے حصول میں ناکامی کا اندیشہ بھی اسے ہراساں کئے رکھتا ہے۔

سماجی اور معاشرتی اعتبار سے اسے یہ خوف لاحق رہتا ہے کہ کہیں اس کی معاشرتی اور اخلاقی حیثیت پر کوئی دھبہ نہ لگ جائے۔

ان حالات میں وہ حقائق کا سامنا کرنے سے گھبراتا ہے اور اپنے تحفظ کی طرف سے اندیشوں کا شکار رہتا ہے۔

بنابریں نامعلوم مستقبل کا خوف' زندگی میں ناکامی یا نقص کے اندیشے اور ماضی میں پیش آنے والی ناگوار باتوں کے بارے میں سوچتے رہنے کی بناء پر پریشانی و افسردگی جیسی باتوں کی وجہ سے نوجوان کی شخصیت متزلزل ہوجاتی ہے اور اسے روحانی و نفسیاتی اضطراب سے دوچار کردیتی ہے۔ یہ وہ موقع اور زمانہ ہوتا ہے جب جوان کے لئے ایک مطمئن روحانی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کا قلب مستقبل کے بارے میں اضطراب و اندیشوں اور حال کے بارے میں خوف و ہراس سے محفوظ رہے اور جو اسے زندگی جاری رکھنے کے لئے سکون فراہم کرے۔

ان حالات میں یادِ خدا اس کے دل کو قرار دیتی ہے' اس کی پاک و پاکیزہ روح اور اس کی فطرت میں پنہاں مذہبی حس اس کے دل میں شمع امید روشن کرتے ہیں اور اس کے روحانی اضطراب میں کمی لاتے ہیں۔

تجربہ گواہ ہے کہ ایسے نوجوان جو خداوندِ عالم پر ایمان رکھتے ہیں اور زندگی میں رونما ہونے والے حوادث کے دوران اس کی ذات پر توکل کرتے ہیں ان کے دل میں خوف و اضطراب نام کی کوئی چیز نہیں پہنچ پاتی۔ اور وہ میدانِ حیات میں ہمیشہ عزمِ راسخ اور آہنی ارادے کے ساتھ حوادث کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے نزدیک اور ارد گرد رہنے والے لوگ بھی ان کی شجاعت اور تخلیقی قوتوں کے قائل و شیفتہ ہوجاتے ہیں۔

جوان اور غصہ

نوجوان میں غیظ و غصہ ایک ایسی دفاعی اور جارحانہ کیفیت کا نام ہے جو اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اس کے مفادات کو خطرہ لاحق ہو' یا اسے اپنے ہدف تک پہنچنے میں کوئی چیز مانع نظر آئے' یا کسی کام کی انجامدہی کے سلسلے میں اسے اپنی ناتوانی کا احساس ہو۔

نوجوان میں غصہ کی صورت میں ظاہر ہونے والا ردِّعمل مختلف لوگوں میں مختلف ہوتا

ہے۔ خاص طور پر زمانۂ بلوغ کے ابتدائی ایام میں بعض نوجوان سرکشی اور روگردانی کے ذریعے اس کا اظہار کرتے ہیں، بعض چیخ پکار کر، داد و فریاد بلند کر کے غصہ کا اظہار کرتے ہیں اور بعض اپنی اس کیفیت کو افسردہ ہو کر ایک کونے میں چھپ کر نمایاں کرتے ہیں اور کبھی کبھی غصہ کا اظہار پیر پٹخ کر یا در و دیوار پیٹ کر کیا جاتا ہے۔

نوجوانوں کا غصہ بچوں کے غصہ کی نسبت ذرا زیادہ مدّت تک قائم رہتا ہے اور اس میں غصہ کا سبب کبھی تو اس کی کسی چیز سے محرومی ہوتی ہے اور کبھی اس کی آرزوؤں کے پورا ہونے کے درمیان کسی چیز کا حائل ہونا اسے غصہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

مثلاً وہ سونا چاہتا ہے لیکن کوئی چیز اسے سونے نہیں دیتی، یا اسے گہری نیند سوتے ہوئے یکلخت اٹھا دیا جاتا ہے۔ یا وہ کوئی ایسا کام شروع کر دیتا ہے جسے انجام تک پہنچانے کی اس میں طاقت نہیں ہوتی۔ یا جب کوئی خود اس پر یا اس کے گھرانے پر ظلم و ستم کرتا ہے۔ یا اس کے اردگرد رہنے والے لوگ اس کی چیزوں کو اٹھا لے جاتے ہیں۔

کبھی کبھی غصہ کی وجہ قدرتی عوامل مثلاً سخت موسم، جھلسا دینے والی گرمی یا انتہائی سردی، طوفان و قدرتی آفات ہوتی ہیں اور کبھی والدین کا سلوک جوان میں غصہ پیدا کر دیتا ہے۔

نوجوان کو چاہئے کہ ان حالات میں صبر کا دامن تھامے رہے اور اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور ہر عمل یا ردِّ عمل کے اظہار سے پہلے خوب سوچ بچار سے کام لے۔ کیونکہ اپنے اوپر غصہ کو مسلط ہونے کی اجازت دینا انسان میں ایک طرح کی اعصابی حساسیت پیدا ہونے کا موجب ہے۔ غصہ کی زیادتی سے عقل کمزور پڑنے لگتی ہے، انسان کے ایک طرح کے جنون میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کوئی بھی ایسا قدم اٹھا بیٹھتا ہے جس کی عقل اجازت نہیں دیتی۔

پیغمبرِ اسلامؐ کا فرمان ہے کہ۔

"اَلْغضب یفسد الایمان کما یفسد الخل العسل"

"غصہ ایمان کو اس طرح خراب کردیتا ہے جیسے سرکہ شہد کو۔"

(اصولِ کافی۔ ج ۳)

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے غصہ کے بارے میں فرمایا۔

"الغضب مفتاح کل شر"

"غصہ ہر شر اور بدی کی کنجی ہے۔" (بحار الانوار۔ ج ۳۔ ص ۲۶۶)

جوان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے والدین' دوستوں اور زیردستوں کے بارے میں اپنا غصہ ضبط رکھے' لیکن اگر اسے کوئی حق تلفی ہوتی نظر آئے تو پھر خاموش نہ بیٹھے۔ بلکہ اس صورت میں اپنے غصہ کا فطری اور معقول طریقے سے اظہار کرے اور حق کا دفاع کرے لیکن عدالت و اعتدال کے جادے سے نہ ہٹے۔

پیغمبرِ اسلامؐ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپؐ دنیاوی امور کے بارے میں غصہ نہ کرتے تھے لیکن اگر آپؐ کو کوئی حق تلفی نظر آتی' تو غضبناک ہوجاتے تھے۔ پھر ایسے موقع پر آپؐ کی کیفیت یکسر بدل جاتی تھی' اس وقت تک سکون سے نہ بیٹھتے تھے جب تک حقدار کو اس کا حق واپس نہ مل جائے اور ستم رسیدہ پر سے ستم ختم نہ ہوجائے۔ (میزان الحکمہ۔ ج ۷۔ ص ۴۴)

جوان اور محبت

انس و محبت نوجوان میں پائے جانے والے اہم ترین اور قیمتی جذبات و احساسات میں سے ہے۔ خاص طور پر بلوغت کے زمانے میں اس میں یہ احساس شدت کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اور اس جذبے کو اس دور کی ایک امتیازی خصوصیت کہا جاسکتا ہے۔ اپنے ہم عمروں' بزرگوں اور دوسرے لوگوں سے جوان کا اظہارِ انس و محبت اس کی ایک فطری ضرورت ہے۔

ایامِ بلوغت میں نوجوان میں جنسِ مخالف سے انسیت اور محبت کا جذبہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ انس و رغبت خداوندِ عالم کی ایک رحمت ہے جو اس نے خاندانی نظام کی مضبوطی اور اپنے شریکِ حیات کے انتخاب کے سلسلے میں اسے عطا فرمائی ہے۔

درحقیقت یہ انس و محبت مستقبل میں خاندانی نظام اور معاشرتی روابط کے لئے ایک بنیاد کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ خداوندِ عالم قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ۔

"ومن آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة"

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تمہیں میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی ہے۔" (سورۂ روم ۳۰۔ آیت ۲۱)

زمانۂ بلوغ کے احکام

لڑکی نو قمری سال مکمل ہونے پر اور لڑکا پندرہ قمری سال کے بعد بالغ ہوجاتا ہے۔ البتہ اگر لڑکے کو پندرہ سال سے پہلے ہی احتلام ہوجائے یا زیرِ ناف مخصوص مقام پر بال نمودار ہوجائیں تو اس پر دینی واجبات فرض ہوجاتے ہیں۔

بالغ ہونے والے لڑکا، لڑکی پر نماز و روزہ واجب ہوجاتا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ احکامِ شریعت میں کسی مجتہد جامع الشرائط کی تقلید کرے۔

جوانی اور بلوغ کی علامات صرف انسانوں ہی میں نمودار نہیں ہوتیں بلکہ تمام موجوداتِ عالم میں خواہ وہ انسان ہوں، حیوان ہوں یا نباتات وغیرہ ایک خاص وقت پر یہ تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، جن کے بعد ان میں تولیدِ نسل اور بارداری کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔

لڑکوں میں بلوغ کی یہ علامت احتلام کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ انسان اشرف

المخلوقات ہے اور اس کے اندر احتلام کی یہ حالت خداوندِ عالم کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اسے اس سے واقف ہونا چاہئے' اس کے احکام جاننا چاہئیں اور ان کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

اس بات کی وضاحت یوں ہے کہ انسان جس وقت بالغ ہونے کے نزدیک پہنچتا ہے تو سوتے میں اسے ایک خاص حالت پیش آتی ہے اور اسی کے ساتھ اس کی منی خارج ہوتی ہے۔ منی کے خارج ہوتے ہی وہ بیدار ہو جاتا ہے۔ اسے اس صورتِ حال سے پریشان اور گھبراہٹ میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ خداوندِ عالم اس طرح جوانی میں اس کے اندر موجود جنسی نظام کو ظاہر کرکے اسے (نسلِ انسانی کی بقا کے لئے) باپ بننے کے لئے تیار ہو جانے کی نوید دیتا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب اس پر احکامِ الٰہی کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ فوراً غسل کرے۔ شرعی احکام کے مطابق غسل اس کے جسم اور روح کی پاکیزگی کا موجب ہوتا ہے۔ غسل کے موقع پر جملہ "اللهم طهرنی و طهر قلبی" (خدایا مجھے اور میرے قلب و روح کو پاک فرما) کا پڑھنا اسے ایک خاص طرح کا اطمینان بخشتا ہے۔ اسی وقت سے نماز اور وہ تمام دینی احکام جو بڑی عمر کے لوگوں پر واجب ہوتے ہیں اس پر بھی واجب ہو جاتے ہیں۔

جوان' جو زندگی کے ایک نئے مرحلے میں قدم رکھ چکا ہے اب خداوندِ عالم کا مخاطب ہوتا ہے۔ اسے چاہئے کہ وہ خدا کی صدا پر لبیک کہے۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے۔

"واقم الصلوٰة لذکری"

"میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔" (سورہ طٰہ ۲۰۔ آیت ۱۴)

اسے اپنی زندگی کے اسی مرحلے میں بخوبی جان لینا چاہئے کہ خدا کی بارگاہ میں اس کے اعمال و حرکات' رفتار و کردار اور حد تو یہ ہے کہ تصورات و نظریات کا بھی حساب ہوگا۔

اس نے اگر اپنی زندگی کو ہدایتِ الٰہی اور خدائی قانون کی رہنمائی میں بسر کیا اور اپنے آپ کو نظامِ خلقت کے دستور العمل سے ہم آہنگ کیا تو اس کی عمر کا گزرنے والا ہر دن کمال اور دائمی کامیابی کی جانب ایک قدم بن جائے گا۔

اسے اپنی جوانی کی قدر پہچاننی چاہئے اور زندگی کے اس حساس اور نشیب و فراز سے پُر مرحلے کے متعلق خوب اچھی طرح جاننا چاہئے۔ اسے چاہئے کہ خود کو ہمیشہ بارگاہِ خدا میں حاضر و ناظر سمجھے' باقاعدہ نماز کے ذریعہ اس سے ملاقات کرے' اس سے دعا مانگے تاکہ مستقبل میں پیدا ہونے والے تمام مسائل اور مشکلات میں ثابت قدم رہے اور ان پر غالب آجائے۔ دعا جوان کے کمال اور ارتقاء میں خاص اثر رکھتی ہے۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے۔

"ادعونی استجب لکم"

"مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔" (سورہ غافر ۴۰۔ آیت ۶۰)

ایک دوسری آیت میں ہے کہ۔

"واذا سالک عبادی عنّی فانّی قریب اُجیبُ دعْوَۃَ الدّا ع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیُؤمنوابی لعلھم یرشدون"

"اور اے پیغمبرؐ! اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں' تو میں ان سے قریب ہوں۔ پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں' جب بھی پکارتا ہے لہٰذا مجھ سے طلبِ قبولیت کریں اور مجھ ہی پر ایمان و اعتماد رکھیں کہ شاید اس طرح راہِ راست پر آجائیں۔" (سورہ بقرہ ۲۔ آیت ۱۸۶)

اسلام کی نظر میں زمانہ بلوغ کی اہمیت

اسلام کی نظر میں زندگی کے اس مرحلے کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ روایات میں ہے کہ "خداوندِ عالم کے ایسے فرشتے ہیں جو ہر رات کو نازل ہوتے ہیں اور بیس سالہ

جوانوں کو ندا دیتے ہیں کہ اپنے کمال اور سعادت تک رسائی کے لئے کوشش کرو۔" (مستدرک۔ج ۲۔ص ۳۵۳)

یہی وہ زمانہ ہے جس میں جوان کی انفرادی اور معاشرتی شخصیت کی بنیاد پڑتی ہے۔ اسلام کا تربیتی اسلوب اس امر پر تاکید کرتا ہے کہ جوان کو یہ عرصۂ حیات معرفتِ رب اور پاکیزگی کے ساتھ گزارنا چاہئے۔ کیونکہ بقول سعدی۔

در جوانی پاک بودن شیوہ پیغمبری است
ورنہ ہر گبری بہ پیری می شود پرہیزگار

اس حساس زمانے میں واقعاً جوان کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کرے' کیا کیا چیزیں اس کے وجود میں سر اٹھا رہی ہیں۔ جسم میں ہونے والی تبدیلیاں اور نفسیاتی اثرات اس قدر سریع اور ہمہ جانبہ ہوتے ہیں کہ وہ تشویش و اضطراب سے دوچار ہوجاتا ہے۔ اور یہ چیزیں گھر والوں اور ارد گرد کے لوگوں سے اس کے تعلقات اور برتاؤ کو مشکل بنا دیتی ہیں۔

لہٰذا اس زمانے میں جوان کو محبت اور توجہ کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ وہ ایک نفسیاتی اور روحانی سہارے کا متلاشی ہوتا ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے اسے احترام کی نگاہ سے دیکھیں' اس پر توجہ دیں' اسے اہمیت دیں۔ پیغمبرِ اسلامؐ بچوں کی تربیت کے مراحل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

"الولد سید سبع سنین و عبد سبع سنین و وزیر سبع سنین"

"بچہ (پہلے) سات سال میں بادشاہ' (دوسرے) سات سال میں غلام اور (تیسرے) سات سال میں وزیر ہوتا ہے۔" (مکارم الاخلاق۔ص ۲۲۲)

اس حدیث میں تیسرے سات برسوں کے بارے میں فرمانِ پیغمبرؐ ہے کہ ان برسوں

میں بچے سے جو اب جوانی کی حدود کو پہنچ چکا ہوتا ہے بڑی عمر کے انسان کا سا برتاؤ کریں‘ اس پر اعتماد کریں‘ کاموں کے بارے میں اس سے مشورہ کریں‘ مختلف مسائل کے بارے میں اس کے خیالات کو اہمیت دیں‘ اسے ذمہ داریاں سونپیں تاکہ اس کی شخصیت پروان چڑھے۔

اس مرحلے میں جوان خود کو بڑے افرادِ خانہ کی صف میں شامل سمجھتا ہے اور اسے اپنے احترام کی توقع ہوتی ہے لہٰذا پیغمبرِ اسلامؐ فرماتے ہیں۔

"اوصیکم بالشبان خیرا"

"میں وصیت کرتا ہوں کہ جوانوں کے ساتھ نیکی اور نیکوکاری کا سلوک کرو اور ان کی شخصیت کا احترام کرو۔" (میزان الحکمہ۔ ج۱۔ ص۳۴۹)

اسلام جوان کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور تاریخِ اسلام اس بات پر گواہ ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں روم کی جانب بھیجے جانے والے اپنے عظیم الشان لشکر کی سپہ سالاری ایک جوان اسامہ بن زید کے سپرد کی۔

ماضی میں بعض بزرگ علماء اپنے بچوں کے بالغ ہونے کے موقع پر جشن کا انعقاد کرتے تھے۔ ان پر شکوہ مراسم میں بزرگوں کو مدعو کیا جاتا تھا۔ محفل میں جوان کو ایک بالغ فرد کے طور پر متعارف کرایا جاتا تھا اور حاضرینِ بزم اسے مبارک باد پیش کرتے تھے۔ اسے بتاتے تھے کہ۔

"تمہاری حیات کا یہ مرحلہ انتہائی قیمتی اور ایک نئی زندگی کا نکتہ آغاز ہے۔ اب بڑی عمر کے دوسرے لوگوں کی طرح تم بھی خداوندِ عالم کے مخاطب ہو۔ اب تم پر فرائض عائد ہوتے ہیں۔ آج سے یہ عزم کرو کہ کیونکہ اب تم بڑے ہوگئے ہو اس لئے اپنی رفت و آمد‘ نشست و برخاست اور دوسروں سے ربط و ضبط میں خداوندِ عالم کے احکام و فرامین کو ملحوظ رکھو گے۔"

اس کے بعد اس سے ایک مکمل مرد کی طرح برتاؤ کیا جاتا تھا۔
یہ بات نوجوان کی روحانی اور نفسیاتی نشوونما میں مددگار ثابت ہوتی تھی اور آہستہ آہستہ اسے ذمہ داریوں سے بھری ہوئی زندگی میں اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تیار کرتی تھی۔

مناسب ہے کہ یہاں ہم چھٹی صدی ہجری کے ایک بزرگ عالمِ دین سید بن طاؤوس کی سفارشات اور نصیحتوں کی جانب اشارہ کریں' یہ وہ ہستی ہیں جنہیں حضرتِ حجتؑ سے ملاقات کا شرف حاصل تھا۔

سید بن طاؤوس کتاب "کشف المحجہ" میں دورانِ بلوغ و تکلیف کے بارے میں گفتگو کے دوران اپنے فرزند سے فرماتے ہیں کہ۔

"اگر میں خدا کے لطف و کرم سے زندہ رہا تو تیرے سنِ تکلیف (بلوغ) کو پہنچنے کے دن کو روزِ عید قرار دوں گا اور ڈیڑھ سو دینار صدقہ کروں گا۔

اگر تیرا بلوغ آپہنچا تو اس موقع پر بارگاہِ حق میں قیام کروں گا۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہے سب اسی کی طرف سے ہے اور میں اور تو اس کے بندے ہیں۔

پس اے فرزند محمد! حضرتِ حق کے مقام کی عظمت اور اس کے کمال و بخشندگی کو ذہن میں رکھ کہ جس نے اس عمر میں تجھے اہمیت دی اور اپنے فرشتوں کو تیری سمت روانہ کیا تاکہ تیرے عبادی اعمال کو تحریر کریں اور روزِ حساب تیرے گواہ ہوں۔

"مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید"

"وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا ہے مگر یہ کہ ایک نگہبان اس کے پاس موجود رہتا ہے۔" (سورہ ق ۵۰- آیت ۱۸)

پس دورانِ بلوغ اور جوانی میں اس کا حق ادا کر اور طاعتِ الٰہی انجام دے۔

اپنی زندگی کے اوقات میں اس کے ساتھ خوبی اور نیکی سے مصاحبت کر' یہاں تک کہ وہ تجھ سے خوبی اور نیکی کے سوا نہ کچھ دیکھے نہ سنے۔

اگر کبھی (خدانخواستہ) تو غفلت کا مرتکب ہو اور یادِ خدا سے غافل ہو جائے تو فوراً توبہ کر اور بلا تاخیر اس غفلت کے ازالے کے لئے صدقہ دے۔ کیونکہ صدقہ گناہ کی آگ کو سرد کرتا ہے۔

اور کیونکہ اس سن و سال میں' جس میں خداوندِ جلہ شانہٗ نے تجھے کمالِ عقل سے مشرف فرمایا ہے' اس نے تجھے (نماز کے ذریعہ) گفتگو اور اپنے روبرو ہونے کی صلاحیت عطا کی ہے اور تجھے اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے کی لیاقت مرحمت فرمائی' اس روز کو نظر میں رکھ اور اس کی تاریخ یاد رکھ اور اسے اپنی بہترین اور بڑی عید قرار دے اور ہر سال اس دن خدا کے شکر کی تجدید کر' صدقہ دے اور زیادہ سے زیادہ طاعتِ خدا کر۔"

(نقل از کشف المحجہ - سید بن طاؤس)

اندرونی کشمکش اور بیرونی ہیجانات

انسان میں مختلف رجحانات و میلانات پائے جاتے ہیں اور مختلف چیزوں کی کشش اسے اپنی جانب کھینچتی ہے۔ خداوندِ عالم نے یہ رجحانات' میلانات اور فطری غرائز ایک ہدف اور عالی مقصد کے لئے انسان کو عطا کئے ہیں۔ انسان کو اپنے دورِ جوانی میں کھانے پینے' آرام و آسائش اور جنسی خواہش کی تسکین کی طرف رغبت و میلان کے ساتھ ساتھ عقل کی قوت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اس زمانے میں اس کے اندر موجود تفکر و تعقل کی یہ قوت اپنی سرگرمیوں کے لئے تیار ہونے کے لحاظ سے کمال کو پہنچ چکی ہوتی ہے۔ ★

★ اگرچہ جوان ہونے پر انسان میں قوتِ تعقل قوی ہو جاتی ہے لیکن (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

یہ مناسب نہیں کہ جوان کے ذہن میں جو بھی خواہش سر ابھارے وہ بلا توقف اس کو جامہ عمل پہنانے پر کمربستہ ہو جائے۔ بلکہ اسے چاہئے کہ اس بارے میں ہر پہلو سے جائزہ لینے اور کافی غور و فکر کے بعد عاقلانہ فیصلہ کرے۔ کیونکہ انسان کے اندر ہمیشہ اچھے اور عاقلانہ کاموں کی دعوت اور برے کاموں اور خواہشات کے وسوسوں کے درمیان جنگ جاری رہتی ہے۔ ✩ اور ایسا ہی شخص اس داخلی جنگ میں فتحیاب ہو سکتا ہے جو عقل کا ساتھ دے۔

قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر غور و فکر اور تفکر و تعقل کی تاکید کی گئی ہے اور ۱۰۰ سے زائد آیات میں معاملات کے بارے میں غور و فکر کی نصیحت کی گئی ہے۔

"کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تعقلون"

"اسی طرح پروردگار اپنی آیات کو بیان کرتا ہے کہ شاید تمہیں عقل آجائے۔" (سورہ بقرہ ۲۔ آیت ۲۴۲)

(بقیہ گزشتہ صفحے کا حاشیہ) کیونکہ عقل علم و تجربے کی محتاج ہے لہٰذا جوان عقلی لحاظ سے کمال کے درجے پر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے علم و تجربے میں اضافہ اسے بتدریج عقلی کمال سے نزدیک کرتا ہے۔ لہٰذا جوان کو بزرگوں سے مشورے اور مطالعہ سے غفلت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ دورِ جوانی کی سب سے بڑی کمزوری اس میں بصیرت اور دور اندیشی کا نہ پایا جانا ہے۔ اگر جوان اپنی عقل کی قوت میں اضافہ کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے اندر بے بنیاد خیالات اور موہوم تصورات کو سر اٹھانے کا موقع فراہم نہ کرے۔ کیونکہ تخیّل عقلی اور منطقی معیارات سے عاری جولانِ فکر کا نام ہے اور ان علل و اسباب کی رو سے جن کی علمِ نفسیات میں وضاحت کی گئی ہے جوان میں تخیّل بہت قوی ہوتا ہے۔ (انجینئر علی سادات)

✩ یہ تمام قوتیں، خواہشات اور میلانات عقل کے ہاتھ میں موجود ہتھیار ہیں جن سے وہ اپنی سرگرمیوں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں انسان کے کمال کے لئے استفادہ کرتی ہے۔ اگر عقل قوی ہو اور خیر و شر اور مصلحت و مفسدہ کو بخوبی پہچان سکتی ہو اور دوسری قوتوں پر اپنے تسلط کو قائم رکھ سکے تو انسان راہِ راست پر رہ کر سعادتِ ابدی کی جانب بڑھتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اپنی زندگی کے اوقات میں اس کے ساتھ خوبی اور نیکی سے مصاحبت کر' یہاں تک کہ وہ تجھ سے خوبی اور نیکی کے سوا نہ کچھ دیکھے نہ سنے۔

اگر کبھی (خدانخواستہ) تو غفلت کا مرتکب ہو اور یادِ خدا سے غافل ہو جائے تو فوراً توبہ کر اور بلا تاخیر اس غفلت کے ازالے کے لئے صدقہ دے۔ کیونکہ صدقہ گناہ کی آگ کو سرد کرتا ہے۔

اور کیونکہ اس سن و سال میں' جس میں خداوندِ جلہ شانہ' نے تجھے کمالِ عقل سے مشرف فرمایا ہے' اس نے تجھے (نماز کے ذریعہ) گفتگو اور اپنے روبرو ہونے کی صلاحیت عطا کی ہے اور تجھے اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے کی لیاقت مرحمت فرمائی' اس روز کو نظر میں رکھ اور اس کی تاریخ یاد رکھ اور اسے اپنی بہترین اور بڑی عید قرار دے اور ہر سال اس دن خدا کے شکر کی تجدید کر' صدقہ دے اور زیادہ سے زیادہ طاعتِ خدا کر۔"

(نقل از کشف المحجہ - سید بن طاؤوس)

اندرونی کشمکش اور بیرونی ہیجانات

انسان میں مختلف رجحانات و میلانات پائے جاتے ہیں اور مختلف چیزوں کی کشش اسے اپنی جانب کھینچتی ہے۔ خداوندِ عالم نے یہ رجحانات' میلانات اور فطری غرائز ایک ہدف اور عالی مقصد کے لئے انسان کو عطا کئے ہیں۔ انسان کو اپنے دورِ جوانی میں کھانے پینے' آرام و آسائش اور جنسی خواہش کی تسکین کی طرف رغبت و میلان کے ساتھ ساتھ عقل کی قوت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اس زمانے میں اس کے اندر موجود تفکر و تعقل کی یہ قوت اپنی سرگرمیوں کے لئے تیار ہونے کے لحاظ سے کمال کو پہنچ چکی ہوتی ہے۔ ★

★ اگرچہ جوان ہونے پر انسان میں قوتِ تعقل قوی ہو جاتی ہے لیکن (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

یہ مناسب نہیں کہ جوان کے ذہن میں جو بھی خواہش سر ابھارے وہ بلا توقف اس کو جامہ عمل پہنانے پر کمربستہ ہو جائے۔ بلکہ اسے چاہئے کہ اس بارے میں ہر پہلو سے جائزہ لینے اور کافی غور و فکر کے بعد عاقلانہ فیصلہ کرے۔ کیونکہ انسان کے اندر ہمیشہ اچھے اور عاقلانہ کاموں کی دعوت اور برے کاموں اور خواہشات کے وسوسوں کے درمیان جنگ جاری رہتی ہے۔ ☆ اور ایسا ہی شخص اس داخلی جنگ میں فتحیاب ہو سکتا ہے جو عقل کا ساتھ دے۔

قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر غور و فکر اور تفکر و تعقل کی تاکید کی گئی ہے اور ۱۰۰ سے زائد آیات میں معاملات کے بارے میں غور و فکر کی نصیحت کی گئی ہے۔

"کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تعقلون"

"اسی طرح پروردگار اپنی آیات کو بیان کرتا ہے کہ شاید تمہیں عقل آجائے۔" (سورہ بقرہ ۲۔ آیت ۲۴۲)

(بقیہ گزشتہ صفحے کا حاشیہ) کیونکہ عقل علم و تجربے کی محتاج ہے لہٰذا جوان عقلی لحاظ سے کمال کے درجے پر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے علم و تجربے میں اضافہ اسے بتدریج عقلی کمال سے نزدیک کرتا ہے۔ لہٰذا جوان کو بزرگوں سے مشورے اور مطالعہ سے غفلت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ دورِ جوانی کی سب سے بڑی کمزوری اس میں بصیرت اور دور اندیشی کا نہ پایا جانا ہے۔ اگر جوان اپنی عقل کی قوت میں اضافہ کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے اندر بے بنیاد خیالات اور موہوم تصورات کو سر اٹھانے کا موقع فراہم نہ کرے۔ کیونکہ تخیّل عقلی اور منطقی معیارات سے عاری جولانِ فکر کا نام ہے اور ان علل و اسباب کی رو سے جن کی علمِ نفسیات میں وضاحت کی گئی ہے جوان میں تخیّل بہت قوی ہوتا ہے۔ (انجینئر علی سادات)

☆ یہ تمام قوتیں' خواہشات اور میلانات عقل کے ہاتھ میں موجود ہتھیار ہیں جن سے وہ اپنی سرگرمیوں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں انسان کے کمال کے لئے استفادہ کرتی ہے۔ اگر عقل قوی ہو اور خیر و شر اور مصلحت و مفسدہ کو بخوبی پہچان سکتی ہو اور دوسری قوتوں پر اپنے تسلط کو قائم رکھ سکے تو انسان راہِ راست پر رہ کر سعادتِ ابدی کی جانب بڑھتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

دورِ جوانی میں جنسی خواہشات ظاہر ہونے کی بنا پر انسان شیطانی وسوسوں کی زبردست یلغار کا ہدف بن جاتا ہے۔ اسی دور میں اس پر شرعی واجبات کی پابندی بھی فرض ہوجاتی ہے۔ لہٰذا اس عرصہ حیات میں جوان کا پاک دامن رہنا انتہائی قدر و قیمت کا حامل ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ۔

"ان اللّٰہ تعالی یباھی بالشاب العابد للملائکۃ یقول : انظروا الی عبدی! ترک شھوتہ من اجلی"

"خداوندِ عالم پرہیز گار جوان پر فخر کرتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے کہ : میرے اس بندے کو دیکھو جس نے میری خاطر اپنی خواہشات و شہوات کو ترک کیا ہے۔" (میزان الحکمہ۔ ج۵۔ ص۹)

اس دور میں جوان کو گوناگوں مسائل اور حوادث پیش آتے ہیں۔ اور شخصیت کی جلا کی خاطر اسے خداوندِ عالم کی طرف سے طرح طرح کی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ زندگی کے میدان میں اسے ترقی و سعادت یا انحطاط و شقاوت کے بہت سے مواقع میسّر ہوں گے۔ اس کا بد قماش، بے لگام اور منحرف لوگوں سے بھی واسطہ پڑے گا اور ممکن ہے روزمرّہ میل ملاپ میں اسے ایسی خواتین اور لڑکیوں سے بھی روبرو ہونا پڑے جو عفت و پاکدامنی اور شرعی احکام کا لحاظ نہ رکھتی ہوں۔ اور اس طرح شاید اس کے سامنے گمراہی کے دروازے کھل جائیں۔

ایسے مواقع پر جوان کا مکمل طور پر ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنی پاکدامنی اور روح کی سلامتی کی اہمیت کو جانے اور اپنے دامن کو آلودگیوں سے محفوظ

(بقیہ گزشتہ صفحے کا حاشیہ) لیکن اگر عقل خواہشات یا جذبات و احساسات کو اپنے اوپر غلبے کی اجازت دے دے تو اس صورت میں آہستہ آہستہ اس کی آواز دبنے لگتی ہے اور وہ خواہشاتِ نفس کے تسلط میں آجاتی ہے۔ اور انسان اخلاقی انحطاط کی گہری کھائی میں گر کر حیوان سے بھی پست ہوجاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ابدی شقاوت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

رکھے۔

ممکن ہے کبھی کسی پر ایک نگاہ ڈالنا ہی اس کے لئے ایک بڑی لغزش کا نکتۂ آغاز ثابت ہو۔ خراب نظر ڈالنے سے پرہیز کی اہمیت اس قدر ہے کہ نہایت اعتماد سے کہا جا سکتا ہے کہ ایسا شخص جو اپنی نگاہوں پر کنٹرول نہ رکھ سکے وہ اپنی جنسی خواہشات کو کنٹرول کرنے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

بنابرایں جنسی شہوت کو کنٹرول کرنے کے سلسلے میں اوّلین' اساسی اور عملی قدم نگاہوں کی حفاظت ہے۔ قرآنِ کریم صاف الفاظ میں خبردار کرتا ہے کہ۔

"قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم"

"اور پیغمبر آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔" (سورہ نور ۲۴۔ آیت ۳۰)

درحقیقت نگاہِ حرام انسان کے جنسی انحراف میں مبتلا ہونے کا نکتۂ آغاز ہے۔ کیونکہ حرام نگاہ کے بعد ذہن میں ہیجانی کیفیت باقی رہ جاتی ہے جو انسان کے احساسات اور ارادے پر مسلط ہو جاتی ہے اور انسان اپنی شہوات و خواہشات کا تابع ہو جاتا ہے۔

جوان کو کوشش کرنی چاہئے کہ جنسِ مخالف پر اس کی نگاہ نہ پڑے اور اگر غفلت کی بناء پر نگاہ پڑ ہی جائے تو مسلسل نہ دیکھتا رہے بلکہ فوراً نگاہیں کسی اور طرف پھیر لے اور دوسری نگاہ ڈالنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کرے۔

خاص طور پر جوان کو ایسی محافل اور دعوتوں میں جانے سے پرہیز کرنا چاہئے جن میں شرکت لامحالہ اسے ہوس آلود نگاہ ڈالنے پر ابھارے گی۔ کیونکہ مسلسل اور دیر تک نگاہ ڈالنے کے اثرات اچٹتی اور سرسری نگاہ پڑ جانے سے کہیں زیادہ مضر ہوتے ہیں۔ ☆

☆ زن و مرد کے آزادانہ میل ملاپ کی حرمت کا خیال نہ صرف خاندان (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے کہ۔

"نامحرم پر نگاہ شیطان کی طرف سے پھینکا جانے والا زہر آلود تیر ہے۔ اور جو کوئی بھی خوفِ خدا کی وجہ سے اسے (نامحرم پر نگاہ ڈالنے کو) ترک کرے گا تو خدا اسے ایسا ایمان عطا کرتا ہے جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔"

نیز حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ۔

"نگاہِ حرام سے پرہیز کرو کیونکہ وہ دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے اور مرتکب شخص کو فتنہ و فساد میں مبتلا کردیتی ہے۔"

ایک اور عامل جو جنسی خواہش بھڑکانے میں انتہائی موثر کردار ادا کرتا ہے قوتِ تخیل و تصور ہے۔ یہ قوتِ تخیل جسے خدا نے فکری بلندی کے حصول اور ہنر آفرینی کے لئے انسان کو عطا کیا ہے' جوانی کے دور میں ممکن ہے اس سے غلط استفادہ کیا جائے اور شیطانی وسوسوں اور جنسی خواہش کی تاثیر و تسلط کے اثر سے انسان اپنی مرضی کا مالک بن جائے۔

بسا اوقات صرف ایک مرتبہ اور وہ بھی چند لمحوں کے لئے ہوس آلود فکر و خیال کا تسلط انسان کو فطری حالت سے خارج کردینے اور اس کی جنسی خواہشات کو بھڑکانے کے لئے کافی ہے۔

اس اصول کی رو سے جس طرح اپنی نگاہوں کو بے موقع اور حرام نظربازی سے محفوظ رکھنا لازم ہے اسی طرح اپنی فکر و خیال کو بھی ہر قسم کے غیرمناسب اور حرام

(بقیہ گزشتہ صفحے کا حاشیہ) اور گھریلو ماحول سے باہر رکھا جانا ضروری ہے بلکہ خاندان اور اعزّہ و اقربا کے درمیان بھی اسے ملحوظ رکھنا لازم ہے۔ یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ مثلاً یہ خاندان کیونکہ ایک عرصہ سے ساتھ رہ رہے ہیں یا یہ بچے کیونکہ بچپن ہی سے ایک ساتھ پل کر بڑے ہوئے ہیں اس لئے ان کے آزادانہ میل جول کو نظرانداز کردیا جائے اور اس کی حرمت کا قائل نہ ہوا جائے۔

تصورات سے بچانا چاہئے۔ اگر کبھی ذہن میں ایسے خیالات پیدا ہوں بھی تو فوراً ذہن کو کسی اور طرف لگا دینا چاہئے اور کوشش کرکے پہلے والی سوچ کو مکمل طور پر فراموش کردینا چاہئے۔☆

بنابرایں جوان کے پورے وجود پر عقل و منطق کو حاکم ہونا چاہئے' تب ہی وہ ان تمایلات اور رغبتوں کے پنجے سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ انحراف کے مواقع سے گریز کے ساتھ ساتھ عقل سے بھی کام لے اور اسے خدا پر ایمان اور عبادات و مناجات کے ذریعے تقویت پہنچائے۔ تاکہ اپنے اندرونی میلانات اور گمراہ کرنے والے خارجی عوامل کے مقابل خود کو کنٹرول کرسکے اور آنکھ کان بند کرکے ان کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ ہو۔

حقیقت پر مبنی طرزِ فکر

جوان میں جنسی خواہش کے جنم لینے کو غلط افکار و خیالات کی نذر نہیں ہونا چاہئے اور اسے خراب اور انحراف آمیز نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے۔

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ جنسِ مخالف سے دلچسپی خداوندِ عالم کی ایک آیت و نشانی ہے جو بقائے نسل کے لئے انسان کو عطا کی گئی ہے۔ اور یہ پورے نظامِ کائنات سے

☆ اس مقصد کے لئے کہ باطل اور شہوت انگیز افکار ذہن میں نہ ابھریں' حتیٰ الوسع یادِ خدا میں مشغول رہنا چاہئے۔ اپنے اوقات کو مفید اور سودمند کاموں میں بسر کرنا چاہئے۔ تاکہ پھر بے جا وسوسوں اور شہوت انگیز تخیل و توہم کو ذہن میں داخل ہونے کا موقع نہ ملے۔ کیونکہ بے کاری تمام انحرافات کا سبب ہے۔ (خاص طور پر اسکول' کالج کی تعطیلات کے دوران)

لہٰذا طلبہ اور جوانانِ عزیز! آپ کو چاہئے کہ اپنی فراغت کے اوقات کو صحیح صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ عمدہ کتب کے مطالعہ' علمی تحقیقات' یا فنی اور تخلیقی سرگرمیوں میں صرف کریں جو آپ میں اختراع اور اکتشاف کی صلاحیتیں پیدا کرنے کا سبب ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں کھیل کود اور ورزش وغیرہ سے بھی غفلت نہیں برتنی چاہئے۔

ہم آہنگ' باہدف اور ایک عالی مقصد کی حامل شے ہے۔

جوان میں جنسی خواہش کے ظاہر ہونے اور اس کے بالغ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ تمام پہلوؤں سے بالغ ہوچکا ہے اور شادی اور خاندان کی تشکیل کے لئے تمام ضروری لوازم اسے حاصل ہوچکے ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اسے چاہئے کہ شادی شدہ زندگی کے لئے اخلاقی' سماجی اور اقتصادی پہلوؤں میں پختگی کے حصول تک صبر کرے۔

درحقیقت نوجوانی کے زمانے میں جنسی خواہش کا ظہور اس کے لئے اس بشارت کی مانند ہے کہ وہ مستقبل قریب میں اپنی سے بڑی عمر کے دوسرے لوگوں کی مانند خاندان کی تشکیل کا اہل ہے۔ جوان کو چاہئے کہ وہ جنسی مسائل اور ازدواجی تعلقات کے بارے میں اس سے زیادہ جستجو نہ کرے۔ کیونکہ اس بارے میں حد سے زیادہ جستجو میں رہنا' لغو خیالات و تصورات' فکری انحراف' نفسیاتی اختلال' روحانی سکون کے ختم ہوجانے اور تعلیمی میدان میں ناکامی کا سبب بن سکتا ہے۔

جوان کو چاہئے کہ وہ دورِ جوانی میں میسّر مواقع اور فرصتوں کی اہمیت اور قدر و قیمت کو محسوس کرے اور اپنی طویل زندگی کی منصوبہ بندی کے لئے ان مواقع و فرصتوں سے فائدہ اٹھائے۔

بڑے بڑے علماء و ماہرین اپنی زیادہ تر کامیابیوں کو دورِ جوانی سے صحیح صحیح استفادے کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور انہوں نے (درمیانی عمر میں) بکثرت تجربات' مطالعہ اور بے حساب علم و دانش کا ذخیرہ کرکے اس سے گرانقدر علمی نتائج حاصل کئے ہیں۔ ☆

جوان کو ہوشیار رہتے ہوئے اپنے روزمرّہ کاموں اور سرگرمیوں میں عقل سے کام لینا چاہئے اور اپنے جذبات' احساسات اور خواہشات کو کنٹرول میں رکھنا چاہئے۔ اسی صورت میں وہ اپنے مسائل کے بارے میں صحیح صحیح فیصلہ کرسکتا ہے۔

☆ اگر محققین' مذہبی علماء' سائنس دانوں اور عظیم لوگوں کی زندگی کا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اسے اپنے میلانات اور خواہشات کی اصل وجہ کا جائزہ لینا چاہئے۔ اگر وہ عقل و منطق اور شرعی قوانین کے مطابق ہوں تو ان پر عمل کرنا چاہئے' بصورتِ دیگر ان کی انجام دہی سے صَرفِ نظر کرنا چاہئے۔

زندگی کے اس مرحلے میں حتی الامکان خدا سے اُنس والفت پیدا کرنی چاہئے۔ دعاؤں کے ذریعے اس سے مدد طلب کرنی چاہئے۔ کیونکہ انسان کو اپنی طویل زندگی کے کسی اور دور میں خدا کی اس قدر توجہ حاصل نہیں ہوتی۔

ابتدائے بلوغ میں جوان جو ابھی گناہ و معصیت کا مرتکب نہیں ہوتا' اس کا صفحۂ دل پاک و بے آلائش ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی خطا کا مرتکب ہو بھی جائے تو بارگاہِ الٰہی میں جلد ہی اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

عظیم شخصیات اور علماء و دانشوروں کو حاصل زیادہ تر توفیقات کا سبب دورانِ جوانی میں ان کا پاک و بے آلائش زندگی بسر کرنا ہے۔ یہی وہ دور ہوتا ہے جس میں وہ خدا سے اپنا رابطہ قوی اور مستحکم کر کے بلند معنوی مقامات حاصل کرتے ہیں۔

اوقاتِ فراغت

جوانی کے ایام بہت مختصر ہوتے ہیں' جلد گزر جاتے ہیں اور پھر واپس ہاتھ نہیں

(بقیہ گزشتہ صفحے کا حاشیہ) مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام افراد خواہشاتِ نفس کی پیروی سے پرہیز کرتے تھے اور اپنے اوقات کو بے کار ضائع نہ کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنی فطری اور غریزی احتیاجات کو مناسب موقع پر' شرعی اور معقول راہوں سے بردباری کے ساتھ پورا کرتے تھے۔ یہ محال ہے کہ کسی کے پورے وجود پر جنسی میلان مسلط ہو اور اس کے باوجود اس کی علمی اور تخلیقی صلاحیتوں کو نقصان نہ پہنچا ہو' خاص طور پر جوانی میں۔ ایسا دعویٰ کرنے والا دراصل دوسروں کو فریب دینا چاہتا ہے۔ حقیقی انسان اور عظیم و باکمال شخصیات ہمیشہ ایسے لوگوں میں سے ہوتی ہیں جو پاکدامنی اور تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور جو کسی بھی صورت میں اپنی روحانی عظمت اور معنوی شخصیت کو نفس اور شہوت پرستی کی بھینٹ نہیں چڑھاتے۔

آتے۔ جوان کو چاہئے کہ اپنے روز مرّہ نظام الاوقات اس طرح ترتیب دے کہ اس کے اوقاتِ فراغت اس کی روحانی اور نفسیاتی تعمیر کے لئے سودمند ثابت ہوں اور وہ تعلیم کے جاری رکھنے اور آئندہ مناسب پیشہ اختیار کرنے کے سلسلے میں ان سے ضروری مدد لے سکے۔ اسے چاہئے کہ فرصت اور جوانی کے ایام کی اہمیت اور قدر و قیمت کو سمجھے اور انہیں فضول برباد نہ کرے۔ بقول امام خمینیؒ:

"ایامِ جوانی میں غور و فکر کرو، اس کام کو بڑھاپے کے لئے نہیں اٹھا رکھو۔"

(جہادِ اکبر)

حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

"بادر شبابک قبل هرمک"

"اس سے پہلے کہ تمہارا بڑھاپا آپہنچے، اپنی جوانی سے استفادہ کرو۔"

(غرر الحکم۔ ص۳۴۰)

نیز آپؑ ہی کا ارشاد ہے۔

"ایسا شخص جو اپنے وقت کو کاہلی میں گزار دیتا اور فضول کاموں کی نذر کردیتا ہے، خوش بختی حاصل نہیں کرپاتا۔"

جوان کو چاہئے کہ اپنی زندگی نظم و ضبط کے ساتھ بسر کرے تاکہ اس کے اوقات شیطانی وسوسوں کی چراگاہ نہ بن جائیں۔ اسے چاہئے کہ اپنی روح کی نشوونما کے لئے صحت مند تفریح اور کھیل کود کے ذریعے بدن کی سلامتی کا اہتمام کرے۔ کیونکہ صحت مند تفریح زندگی کی یکسانیت سے پیدا ہونے والی افسردگی اور بیزاری سے نجات دلاتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔

"السرور یبسط النفس ویثیر النشاط"

"سرور و شادمانی روح کی آسودگی و نشاط کا باعث ہے۔" (غرر الحکم۔ ص۱۵۷)

لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارے بعض جوان اپنی فراغت کے اوقات سے استفادے کے طریقے نہیں جانتے۔ لہٰذا بسااوقات ان ایامِ فراغت میں گناہ و معصیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور غیر شرعی کاموں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، جس کے نتیجے میں خود اپنی اور دوسروں کی رنجیدگی اور پشیمانی کا سبب بن جاتے ہیں۔

لہٰذا جوان کو چاہئے کہ اپنی فراغت کے اوقات کے ایک حصے کو درسی کتب کے مطالعے، کھیل کود اور اچھے دوستوں کے ساتھ مثبت سرگرمیوں کے لئے مخصوص کرے۔ جوان کو اپنے ذوق اور شوق کا علم ہونا چاہئے۔ یعنی اسے جاننا چاہئے کہ مثلاً مصوری، فوٹوگرافی، خطاطی، شعر و ادب، تحریر و تقریر، میکانی (Mechanical) اور الیکٹریکل شعبوں، اسی طرح کمپیوٹر کے مختلف پروگرامز وغیرہ میں سے کس کی جانب اس کا رجحان ہے اور پھر اسے چاہئے کہ اس کے لئے مناسب وقت مخصوص کرکے اس کی باریکیاں جانے، اس میں مہارت حاصل کرے، اپنے فن میں نکھار پیدا کرے۔

مطالعے کے بعد فراغت کے اوقات کو جن سے عام طور پر کوئی استفادہ نہیں کیا جاتا مذکورہ بالا شعبوں میں مہارت کے لئے مخصوص کیا جاسکتا ہے۔

اپنے ذوق کے مطابق کاموں کو انجام دینا اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہوتا ہے کہ اس طرح ایک تو انسان کی توانائیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور دوسرے (جو اہم ترین بات ہے) اس کی روح ہلکی پھلکی ہو جاتی ہے اور وہ اپنی زندگی کو خشک اور بے روح حالت سے خارج کرتا ہے اور اس کی شخصیت کئی پہلوؤں میں نشوونما پاتی ہے۔

مطالعے میں درسی کتب کے علاوہ اعتقادی، اخلاقی، تاریخی، سیاسی، معلوماتی، تجویدِ قرآن اور غیر ملکی زبانیں سیکھنے سے متعلق مفید کتب کے مطالعے پر بھی توجہ دینی چاہئے اور مختلف میدانوں میں اپنی معلومات میں اضافہ کرنا چاہئے تاکہ وسعتِ نظر پیدا ہو۔

زندگی میں بعض فنی اور عملی مہارتوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور بہتر ہے کہ جوانی

میں میسّر فراغت کے اوقات کو کام میں لاکران فنون کو سیکھا جائے۔ جیسے گھریلو مشینری اور برقی آلات وغیرہ کی مرمت جو آئندہ زندگی میں مفید ثابت ہوتی ہے۔

پس تمام سمتوں میں سوچنا اور ان کے بارے میں پروگرام بنانا چاہئیں۔ فکری، ذوقی، علمی اور ہنری صلاحیتوں کو پروان چڑھانا چاہئے تاکہ حقیقت پسندانہ سوچ پیدا ہو، جامع شخصیت تیار ہو اور انسانی کمال سے نزدیک ہوسکیں۔

نظم وضبط

نظم وضبط جوانی کے اہم مسائل میں سے ہے۔ مستقبل میں کامیابی کا دارومدار اس دور میں مکمل نظم وضبط ملحوظ رکھنے پر ہے۔

نظم وضبط کی موجودگی میں انسان اپنے طرزِ زندگی کے بارے میں بہتر فیصلہ کرسکتا ہے، اپنے اوقاتِ فراغت سے مناسب استفادہ کرسکتا ہے۔

نظم وضبط سے مراد ایک متعین مقصد کے لئے ضروری وحدت اور ہم آہنگی کے ساتھ کاموں کی انجام دہی ہے۔ یہاں تک کہ اسے ملحوظ رکھ کر انسان موضوعات، وسائل اور اطلاعات کی طرف رجوع کرنے اور ان کی دستیابی کے سلسلے میں پریشانی اور وقت کے اتلاف کا شکار نہیں ہوسکتا۔

زندگی میں جاری و ساری اصول و قوانین کی پابندی کرنا، ہر چیز کو اس کی مقررہ جگہ پر رکھنا اور ہر کام کو اس کے وقت پر انجام دینا نظم وضبط کے نمونوں میں سے ہے۔

انسانی زندگی میں نظم وضبط کا میدان بہت وسیع ہے زندگی کے تمام مسائل جیسے لباس پہننا، صفائی کرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، مسواک کرنا، دوستوں اور اعزّہ و احباب سے میل ملاپ، اسی طرح لکھنے پڑھنے کے لئے کتب و اسٹیشنری اور نوٹ بک کا معین جگہ پر رکھنا، مطالعہ کرتے ہوئے معلومات کو محفوظ رکھنا، معلومات کا حصول، سوچ بچار کرنا ـــــ وغیرہ یہ سب چیزیں نظم وضبط کی متقاضی ہیں۔

جوان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسے کب سونا ہے' کب بیدار ہونا ہے' کس وقت مطالعہ کرنا ہے' کس وقت تفریح اور کھیل کود میں حصہ لینا ہے' کب گھروالوں کی طرف سے سپرد کئے گئے کاموں کو نمٹانا ہے۔ الغرض ہر چیز کا مقام اور وقت موقع کی مناسبت سے معین کرنا چاہئے اور اس کے لئے ایک ٹائم ٹیبل بنانا چاہئے۔ ہر چیز کو اس کی مقررہ جگہ پر رکھنا چاہئے تاکہ بوقتِ ضرورت پریشانی نہ ہو۔

نظم و ضبط کی صورت میں جوان کی ذہنی اور عقلی قوتیں ٹھکانے پر رہتی ہیں جو اس کی ترقی و پیشرفت میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

دوسری جانب نظم و ضبط کے نتیجے میں زندگی میں باقاعدگی پیدا ہوجاتی ہے' کاموں اور سرگرمیوں میں تنظیم آجاتی ہے اور انسان باآسانی متعدد کاموں کو انجام دے سکتا ہے۔ مشکلات جلد حل ہوجاتی ہیں اور جوان کاموں کے بارے میں آشفتگی اور پریشانی اور مطالعے کے سلسلے میں خصوصاً درسی کتب کے مطالعے کے وقت تکرار سے محفوظ رہتا ہے۔

زندگی میں نظم و ضبط کا بہترین مقصد وقت کا پورا پورا استعمال اور ذہن میں معلومات جمع کرنے کے لئے ایک صحیح معیار اور ضابطہ رکھنا ہے۔

روزمرّہ زندگی میں نظم و ترتیب کا خیال رکھنا نفسیاتی پہلو سے اس بات کا سبب بن جاتا ہے کہ جوان حصولِ علم کے مواقع پر بھی اطلاعات کو ایک قاعدے اور ترتیب کے تحت حاصل کرتا ہے اور یہ منظم انداز میں ذہن نشین ہوجاتی ہیں' اس طرح کہ مفاہیم و معلومات حافظے کے خانے میں صف بہ صف ترتیب کے ساتھ جمع ہوجاتے ہیں اور جب کبھی اسے ان اطلاعات کی ضرورت ہوتی ہے یہ معلومات نہایت آسانی اور بہت سرعت کے ساتھ اس کے ذہن میں حاضر ہوجاتی ہیں۔ یہ بات جوان کے مستقبل کے لئے بہت موثر ہوتی ہے' خاص طور پر دورانِ تعلیم جب وہ خود کو کسی امتحان یا انٹرویو کے لئے تیار

کرنا چاہتا ہے۔

نظم و ضبط کا لحاظ رکھنا اصولاً فکر کی سلامتی' جسمانی صحت اور انسان کے روحانی و نفسیاتی اعتدال کے لئے انتہائی موثر ہے۔

بے نظمی جسم و روح پر ناگوار اثرات چھوڑتی ہے اور فطرت کے اس قاعدے سے خارج ہونا آدمی کے سلوک و رفتار میں منفی عوارض ایجاد کرتا ہے۔

نظامِ خلقت نظم و ترتیب کی بنیاد پر تعمیر ہوا ہے اور نظم ہی کی بنیاد پر رواں دواں ہے۔ نظم و ضبط کا لحاظ رکھنا کائنات کے ساتھ انسان کی ہم آہنگی کا موجب ہوتا ہے اور اس طرح انسان روحانی اور نفسیاتی اعتبار سے ایک خاص اطمینان کا حامل ہوجاتا ہے۔

نظم و ضبط کا لحاظ رکھنے کی وجہ سے جوان کے افکار شکل و صورت حاصل کرتے ہیں اور اس کے اندر علمی' تہذیبی اور ہنری شعبوں میں تخلیقی صلاحیتوں کا میدان ہموار ہوتا ہے۔

عام طور پر بے نظم افراد اپنی زندگی میں غصیلے واقع ہوتے ہیں اور ان کا سلوک و عمل غیر فطری اور غیر متوازن ہوتا ہے۔ کیونکہ خود بے نظمی ان کے روحانی اور اخلاقی ردِّعمل میں متقابل تاثیر رکھتی ہے اور قوتِ ارادی کی کمزوری اور تعلیمی میدان میں بکثرت عوارض اور ناکامیوں کے لئے راہ ہموار کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

تجربہ بتاتا ہے کہ بے نظمی عملی' شعوری اور جذباتی سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ خاص طور پر جوانی کے دور میں اس کا ردِّ عمل انتہائی واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

دوسری طرف بے نظمی وقت کے اتلاف' عمر کے زیاں' ناگواری کے احساس' شک و تردید کے جنم لینے اور متلوّن مزاجی کا سبب ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ انسان کی شخصیت پر ناپسندیدہ اثرات ڈالتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف کاموں اور زندگی کے معاملات میں نظم

وضبط حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں اس قدر اہمیت کا حامل تھا کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جب کہ عام طور پر حساس ترین اور انتہائی اہم ترین مسائل کے بارے میں گفتگو کی جاتی ہے' آپؑ اپنی وصیتوں کے دوران اپنے عزیز ترین فرزندوں حسنؑ و حسینؑ اور مستقبل کے تمام جوانوں سے فرماتے ہیں کہ۔

"اوصیکما وجمیع ولدی و اهلی ومن بلغه کتابی بتقوی اللّٰہ و نظم امرکم"

"میں تمہیں' اپنے تمام فرزندوں کو' اپنے گھرانے کو اور ان تمام لوگوں کو جن تک میرا کلام پہنچے تقویٰ الٰہی اور معاملات میں نظم و ضبط ملحوظ رکھنے کی نصیحت کرتا ہوں۔" (نہج البلاغہ)

دوستوں سے میل ملاپ

اچھے' صاف ستھرے کردار کے مالک اور باایمان دوستوں سے میل جول جوان کی شخصیت کی نشوونما اور اس میں اخلاقی و معنوی اقدار کی تقویت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ تعلیمی اور اخلاقی لحاظ سے عمدہ دوستوں کا انتخاب مستقبل میں جوان کی کامیابی کے لئے بہترین معاون و مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اچھے اور قابلِ اعتماد دوستوں کے ساتھ تعلیمی معاملات اور معاشرتی و تہذیبی مسائل پر تبادلۂ خیالات اور تعاون کیا جا سکتا ہے۔

البتہ شخصیت کی تعمیر اور فکری سطح کے ارتقاء کے سلسلے میں دوستوں سے میل ملاپ اسی صورت میں مفید ثابت ہو سکتا ہے جب کہ اچھے دوست اس حدیث پر پورے اترنے والے ہوں کہ "مومن اپنے برادرِ مومن کا آئینہ ہے۔" بالفاظ دیگر وہ ایک دوسرے کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوں۔ کیونکہ باہمی اصلاح کی مخلصانہ کوشش خود اپنے میں اور دوسروں میں اخلاقی بلندی پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔

اس کے برعکس عام طور پر اخلاقی برائیوں میں آلودہ پست اور بدقماش افراد سے

دوستی جوان کی ترقی اور ارتقاء میں مضر اثرات کی حامل ہوتی ہے۔

گمراہ' بے لگام اور لاابالی دوست بسااوقات دوستوں کی محفل میں خاص مقاصد کے لئے سادہ اور پاک سیرت نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے جنسی مسائل کے بارے میں اپنے یا دوسروں کے سچّے یا جھوٹے تجربات کو مرچ مصالحہ لگا کر بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ ایک ناموزوں دوست انسان کو مکمل طور پر گمراہ کردیتا ہے' اسے برائیوں' پستیوں اور جنسی بے راہ روی کے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے اور اس کے لئے بدبختی اور سیہ روزی کے اسباب پیدا کردیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم ان لوگوں کے انجام کو حسرت ناک قرار دیتا ہے جو دنیا میں گمراہ اور پلید دوستوں کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے ذریعے گناہوں اور برے کاموں میں ملوث ہوتے تھے اور زبانِ حال سے ایسے شخص سے کہلواتا ہے کہ۔

"یاویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا"

"ہائے افسوس! کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔"

(سورہ فرقان ۲۵۔ آیت ۲۸)

بنابرایں ایک کلی اصول کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جوان کو درپیش مسائل میں سے ایک اہم اور موثر ترین مسئلہ مناسب اور اچھے دوست کا انتخاب ہے۔ اور یہ بات اس حد تک اہم ہے کہ اگر اس سلسلے میں ضروری احتیاط اور توجہ پر عمل نہ کیا جائے تو تعمیرِ حیات کی بقیہ کوششیں بھی بے سود ہو جائیں گی۔

جوان اور والدین سے روابط

جوانانِ عزیز ! یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن نشین رکھئے کہ آپ کے والدین معصوم انسان نہیں ہیں۔ لہٰذا ان میں نیک اور اچھی صفات بھی پائی جاسکتی ہیں اور کمزوریاں بھی۔ اب اگر آپ کے والدین کی یہ کمزوریاں آپ کے معاملات یا آپ سے ان کے طرزِ

عمل میں ظاہر ہوں تو بہتر یہ ہے کہ حقیقت پسندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان سے برتاؤ کیجئے' ان کے اس نقص کو فطری سمجھئے۔

والدین کی نیک اور عمدہ خصلتوں مثلاً ان کی مخلصانہ محبت' حسنِ سلوک اور خاص طور پر اس دیکھ بھال کو فراموش نہ کیجئے جو انہوں نے بچپنے سے اب تک آپ کی کی ہے۔ ان باتوں کو ذہن میں رکھئے اور ہمیشہ ان کی قدر دانی کیجئے۔

بہرحال سب کو معاشرے میں زندگی بسر کرنے اور تعلیم و تربیت کے یکساں مواقع میسّر نہیں ہوتے۔ اسی لئے بعض والدین جوانوں کے مسائل اور ان سے طرزِ عمل کے بارے میں ناواقف ہوتے ہیں۔

دوسری طرف ضروری ہے کہ جوان ان کی رہنمائی اور مفید و مخلصانہ مشوروں کو جو ان کے برسوں کے تجربات کا نچوڑ ہوتے ہیں دلچسپی اور توجہ سے سنیں اور ان سے استفادہ کریں۔

اگر کبھی کسی موقع پر وہ آپ سے سختی سے پیش آئیں تو اسے نظرانداز کردیجئے اور صبر و تحمل اور بردباری و متانت کا مظاہرہ کیجئے۔ اور اگر کبھی ان سے کوئی لغزش سرزد ہوجائے تو انتہائی احترام کے ساتھ اور بالواسطہ (Indirectly) انداز میں ان کو اس کی جانب متوجہ کیجئے۔

کسی صورت اپنے والدین کو ناراض نہ کیجئے۔ کیونکہ قرآنِ کریم میں ماں باپ سے حسنِ سلوک کے بارے میں بہت زیادہ نصیحت کی گئی ہے۔ حتیٰ ان سے سلوک کے دوران انتہائی معمولی نامناسب لفظ "اف" (جس سے ان سے نفرت اور بے زاری کا اظہار ہوتا ہے) تک کی ادائیگی سے شدّت کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔

"فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما"

"تو خبردار ان سے اف بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان سے ہمیشہ

شریفانہ گفتگو کرتے رہنا۔" (سورہ بنی اسرائیل ۱۷۔ آیت ۲۳)

جوان اور ضبط و تحمل

وہ چیزیں جو انسان کی قدر و منزلت کا تعین کرتی ہیں ان میں سرِفہرست یہ بات ہے کہ وہ کس حد تک اپنے اہداف اور مقصدِ حیات سے وابستہ ہے۔

انسان کی متوازن شخصیت کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ وہ کس قدر اپنے اعصاب پر کنٹرول رکھتا ہے اور اس میں کتنی خود اعتمادی پائی جاتی ہے۔

ایک جوان اس وقت خود کو مضبوط قوتِ ارادی کا مالک سمجھ سکتا ہے جب وہ اپنی نفسانی خواہشات اور قلبی رجحانات کی مخالفت پر قادر ہو اور صبر و بردباری اور عقل و شعور سے کام لے کر اپنی زندگی میں یکے بعد دیگرے پیش آنے والی مشکلات کو دور کرے' اپنی خواہشات پر غالب آجائے☆۔ اسے پتہ ہونا چاہئے کہ اس کی خواہشات اور تمایلات ہمیشہ اس کے قدم لڑکھڑائے رکھتی ہیں اور وہ خطا و لغزش کا شکار ہو سکتا ہے۔ اور وہ صرف

☆ اصولی طور پر یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے کہ انسان ضبط و تحمل کے سوا کسی اور طریقے سے انسانیت کے رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ انسانی نفس اور اس کا غریزہ قدرتی طور پر لذتوں اور خواہشات کی تکمیل کی جانب رغبت رکھتا ہے۔ اور اگر انسان ان غریزی میلانات کا ڈٹ کر مقابلہ نہ کرسکے تو رفتہ رفتہ حیوانیت' انحطاط اور تباہی کے گڑھے سے نزدیک تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ انسان میں انسانیت کی ابتداء اسی نکتے سے ہوتی ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور مختصر لذت کی حامل ان خواہشات اور رجحانات کے آگے سر نہ جھکائے تاکہ اس کے اندر روحانی اور معنوی صلاحیتوں کی پرورش اور نشوونما کا میدان ہموار ہوسکے۔ ضبط و تحمل کے بغیر معنویت اور انسانیت کی جانب کھلنے والے دریچے بند رہتے ہیں۔ اس بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ انسان کو حاصل ہونے والے ہر کمال کے لئے خواہشات اور میلانات سے پرہیز ضروری ہے۔

دوسری جانب ہر مشکل اور محرومیت کے ساتھ ساتھ ایک باطنی کشائش اور راحت ہوتی ہے۔ "فان مع العسر یسرا" "ہاں ہر زحمت کے ساتھ آسانی بھی ہے۔" (سورہ انشراح ۹۴۔ آیت ۵)

ایمان کو قوی کرکے اور تقویٰ کو ملحوظ رکھ کر ہی اپنے باطن کے اس اھریمن (خواہشات اور شیطانی وسوسوں) اور خارجی دشمن (انحراف و گمراہی کے عوامل اور ناموزوں دوستوں) پر غلبہ حاصل کرسکتا ہے۔

اگر کوئی جوان غفلت اور لاپروائی کے نتیجے میں بدعملی اور گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اسے چاہئے کہ فوراً بارگاہِ خدا میں اپنے اس عمل پر توبہ و استغفار طلب کرکے ترکِ گناہ کا پکّا عزم کرے۔ تاکہ اس کا یہ ناروا اور ناشائستہ عمل ایک قبیح خصلت کے طور پر اس کے وجود کی گہرائیوں میں بیٹھ کر اس کی ایک ثانوی عادت نہ بن جائے۔

اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے وجود میں اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کے لئے ضروری قوت موجود ہے اور عمر رسیدہ لوگوں کی نسبت اس میں اچھائی قبول کرنے کی زیادہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ قرآنِ کریم ان خطاؤں کے ذکر کے بعد جن میں انسان مرتکب ہوسکتا ہے، اصلاحِ عمل کی ایک بنیادی راہ کے طور پر توبہ کو تجویز کرتا ہے۔

"الا الذین تابوا من بعد ذالک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم"

"علاوہ ان افراد کے جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور اپنے نفس کی اصلاح کرلیں کہ اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔" (سورہ نور ۲۴۔ آیت ۵)

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"ھو ان یتوب الرجل من ذنب وینوی ان لا یعود الیہ ابدا"

"گناہ اور خطا سے توبہ کے معنی یہ ہیں کہ انسان اب دوبارہ اس گناہ کے ارتکاب کا قصد نہ کرے گا۔" (میزان الحکمہ۔ ج ۱۔ ص ۵۵۲)

جوان کو اپنی چھوٹی چھوٹی خطاؤں کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہئے تاکہ اس کے اندر گناہ کا ملکہ پیدا نہ ہوسکے۔ (ملکہ کسی شخص میں پائی جانے والی ایسی مستقل اور پائیدار

حالت اور صفت کا نام ہے جو عادت کی صورت میں ڈھل جاتی ہے اور جس کا بدل ڈالنا انتہائی مشکل اور بسا اوقات ناممکن ہوتا ہے۔)

رسولِ گرامیؐ اسلامؐ سے منقول ہے کہ۔

"مامن شئی احب الی اللہ تعالٰی من شاب تائب"

"خداوندِ عالم کے نزدیک سب سے محبوب تر ایسے جوان کی توبہ ہے جو گناہ پر پشیمان ہوکر اس کے حضور مغفرت کا طلبگار ہو۔"

(میزان الحکمہ ۔ج۵۔ ص۵)

اگر جوان اپنی خواہشات اور شہوات کی پیروی کرنے لگے تو گویا اس نے خود کو ہلاکت میں ڈال لیا ہے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

"من اطاع نفسه شهواتها فقد اعانها علی هلکتها"

"جس کسی کا نفس شہوات اور خواہشات کی پیروی کرے تو بتحقیق اس نے ہلاکت (تباہی و بربادی) کے سلسلے میں اپنے نفس کی مدد کی ہے۔" (غررالحکم)

اصولاً انسانی نفس بدی کی جانب جھکاؤ رکھتا ہے۔

"ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی"

"بے شک نفس انسان کو برائیوں کا حکم دینے والا ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے۔" (سورہ یوسف ۱۲۔ آیت ۵۳)

جوان صرف قوتِ ایمانی اور خدا کی جانب توجہ کے ذریعے ہی اپنے نفس کو اچھائیوں کی سمت راغب کرسکتا ہے۔ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے۔

"اکره نفسک علی الفضائل فان الرذائل انت مطبوع علیها"

"اپنے نفس کو خوبیوں کی جانب ابھارو کیونکہ وہ برائیوں کی جانب مائل ہوتا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں کہ۔

"ایسا شخص جس نے اپنی خواہشات کو کنٹرول کرلیا' اس نے اعلیٰ انسانی مقام حاصل کرلیا۔"

جوان کو چاہئے کہ تقویٰ و پرہیزگاری کے ذریعے اپنے آپ کو مستقبل کے چیلنجوں کے مقابلے کے لئے تیار کرے اور یہ بات ذہن نشین رکھے کہ زندگی کا یہ مختصر دور جلد گزر جائے گا' اور اس کے بعد وہ بھی ادھیڑ عمر اور عمر رسیدہ لوگوں میں شامل ہو جائے گا۔ مستقبل قریب میں اسے اپنی اجتماعی اور معاشرتی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانا ہے' گھریلو زندگی تشکیل دینی ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہئے اور خبردار رہنا چاہئے کہ ایسے ہی لوگ گھریلو اور معاشرتی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی نبھا سکتے ہیں جن کی جوانی کے ایام پاکیزگی اور سلامتی کے ساتھ بسر ہوئے ہوں' جو ہر قسم کی آلودگیوں خصوصاً جنسی لغزشوں سے محفوظ رہے ہوں اور ایسے ہی لوگ مستقبل میں فرد و معاشرے اور خاندان و شریکِ حیات کے حقوق ادا کرسکتے ہیں اور سعادت و نیک بختی حاصل کرسکتے ہیں۔

یاد دہانی

"ہر عمل یا ہر عادت کو ترک کرنے سے قبل اس قبیح عادت یا عمل کے ارتکاب کی معاون چیزوں کو ختم کرنا چاہئے۔ اگر کسی عمل کے ارتکاب کی مساعد و معاون چیزیں ختم ہو جائیں تو پھر انسان نہایت آسانی کے ساتھ اس عمل کو ترک کر سکتا ہے۔ لہٰذا کہا گیا ہے کہ ایسی محفل میں نہ جاؤ جہاں شراب نوشی ہوتی ہو کیونکہ اس طرح تمہارے اس قبیح عمل کے مرتکب ہونے کی راہ ہموار ہو جائے گی۔"

دوسرا حصہ

جنسی انحراف

اور

اس کے علاج کی راہ

تمہید

نظامِ کائنات میں جاری و ساری قوانین کی سرحدوں سے انسان کا خارج ہونا انحراف کہلاتا ہے۔ جنسی غریزہ جسے خالقِ مخلوقات نے انسان کو خیر و کمال کے حصول اور بقاء نسل کے واسطے ودیعت کیا ہے ممکن ہے اس سے سوءِ استفادہ کیا جائے۔ ☆

خود لذتی یا استمناء جنسی انحراف کی ایک قسم ہے جو جسم اور روح کی کمزوری کا سبب بنتی ہے۔ شہوت رانی کی یہ قسم انسانی فطرت سے بھی ناموافق ہے۔

جوان میں اس عادت کی موجودگی سب سے زیادہ اس کی قوتِ ارادی کو کمزور کرتی ہے اور اس کی شخصیت کو تباہ و برباد کر ڈالتی ہے۔ منحرف جوان اس عمل کے ذریعے اپنے فکری و عقلی قویٰ کی کمزوری اور جلد بڑھاپا طاری ہو جانے کے اسباب فراہم کرلے گا۔

اس بُری عادت میں مبتلا لوگ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے روحانی اور جسمانی عوارض کے اثر سے بتدریج جسمانی طور پر ضعیف، مایوس، سست اور نفسیاتی الجھنوں (Complexes) کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دوسروں سے بدگمان رہتے ہیں اور ایک طرح کے اضطراب اور افسردگی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔

☆ البتہ یہ بات پیشِ نظر رہے کہ عمر کے اس حصے میں جوان دوسری قسم کے انحرافات کا بھی شکار ہو سکتا ہے۔ مثلاً عقیدتی، سیاسی، معاشرتی انحرافات جیسے گھر یا اسکول سے فرار ہونا، آوارہ گردی یا معاشی انحراف۔ جیسے چوری، رشوت خوری جس کی وجہ عام طور پر غلط دوستوں کی صحبت یا منصب و مقام یا خراب ماحول ہوتا ہے۔

بنابریں استمناء کے بکثرت مضر اثرات ہیں۔ ان مضر اثرات کو اختصار کے ساتھ مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) - HYPOTHALAMAS کی زیادہ تحریک، جس کے نتیجے میں جنسی غدود حد سے زیادہ متحرک ہوجاتے ہیں جو ان کی غیر متناسب فعالیت کا سبب بن جاتا ہے اور جلد بالغ ہونے کا موجب ہوتا ہے۔

(۲) - باربار خالی اور کم ہونا عمومی طور پر جسمانی اور روحانی قویٰ کو کمزور کردیتا ہے اور بالآخر جلد بڑھاپا آپہنچتا ہے۔

(۳) - اعضاء تناسل میں دورانِ خون بڑھ جانے کی بناء پر بار بار دماغ اور دوسرے حساس مقامات دورانِ خون کی نسبی کمی سے دوچار ہوجاتے ہیں۔ بار بار خالی ہونا اور نفسیاتی تسکین نہ ہونا دراز مدّت میں اعصابی سلسلہ کی کمزوری اور نفسیاتی عوارض کا موجب ہوتا ہے۔

(۴) - فکری جمود، حافظہ کی کمزوری، اس میں خلل اور قوتِ ارادی کی کمزوری۔

(۵) - بینائی کمزور ہونا، خواہش ختم ہوجانا یا ہڈیوں کی کمزوری اور وسیع پیانے پر بے چینی اور اضطراب میں مبتلا ہونا۔

(۶) - طویل مراحل اور مزاج کی خاص شرائط پائے جانے کی صورت میں یہ عارضہ اعصابی کمزوری، ہاتھوں میں رعشہ آجانے اور بسااوقات بدن کے بعض اعضاء کے فالج میں مبتلا ہوجانے پر منتہی ہوتا ہے۔ حتیٰ ممکن ہے تمام ہی اعضائے بدن کے مفلوج ہوجانے کا سبب بن جائے۔

(۷) - جنسی کمزوری اور سرعتِ انزال۔

(۸) - اس ناقص اور غیر فطری تسکین اور اس کے نتیجے میں رونما ہونے والے خلل کی وجہ سے شادی کے بعد بھی اکثر ازدواجی امور طبیعی و فطری طور پر انجام نہیں پاتے اور

اس وجہ سے میاں بیوی کے روابط میں دوسری مشکلات پیش آتی ہیں جو عائلی زندگی کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ ازدواجی زندگی کی ناکامی ان عوارض میں سے ایک ہے۔

(۹) - مایوسی' افسردگی' گوشہ نشینی' زندگی کے اہم مسائل سے لاتعلقی' نفسیاتی کدورت بھی استمناء کے دوسرے نفسیاتی عوارض میں سے ہیں۔ جو شدید مراحل میں آزار طلبی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

(۱۰) - خون کی کمی ہو جانا' خاص طور پر آلۂ تناسل کی مصنوعی اور مسلسل تحریک کے اثر سے۔

(۱۱) - نطفہ کی نالی میں ورم ہو جانا۔

(۱۲) - پیشاب کی نالی کے آخری اور عقبی حصے میں ورم ہو جانا۔

(۱۳) - تناسلی عضلات کا اس قدر شل ہو جانا' کہ منی اور پیشاب روکنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھیں۔

(۱۴) - سردرد' سر میں چکر کا آنا اور کانوں میں سیٹیاں سی بجنا۔

(۱۵) - اعصابی نظام کی تھکن اور فرسودگی۔

(۱۶) - دوسروں کے معمولی معمولی رویئے پر زود رنجی اور حساسیت۔

مساعد اسباب

جن حالات میں انسان اپنی نشوونما کے مراحل طے کرتے ہوئے مرحلۂ بلوغ میں قدم رکھتا ہے' ان میں جنسی انحرافات میں مبتلا کر دینے والے بکثرت اسباب پائے جاتے ہیں۔ ممکن ہے یہ صورتِ حال ہر جوان کی زندگی میں پیش آئے اور اس کی جنسی شہوت کی تحریک کا باعث ہو اور بالآخر اس کے انحراف اور گناہوں میں آلودہ ہونے کے اسباب فراہم کرے۔

تحریک آمیز جنسی خیالات اور ماحول میں پائے جانے والے محرّکی عوامل انحراف کے

مساعد و معاون اسباب میں سے ہیں۔ البتہ انسان کو جنسی انحراف کی طرف دعوت دینے کا موجب ہونے والا تیسرا عامل شیطانی وسوسے ہیں۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ قل اعوذ برب الناس ○ ملک الناس ○ الہ الناس ○ من شر الوسواس الخناس ○ الذی یوسوس فی صدور الناس ○ من الجنۃ والناس ○"

(سورہ الناس)

جس زمانے میں انسان نامساعد اور تحریک آمیز حالات و ماحول میں زندگی بسر کرتا ہے، اُس زمانے میں اس کے اندر خواہشات ظاہر ہوتی ہیں۔ شیطان اس کی ان نفسیاتی خواہشات کو اس کے سامنے خوبصورت اور دلفریب بنا کر پیش کرتا ہے اور خناسانہ (پوشیدہ طور پر) اور مرموز طریقے سے اس کے باطن میں عمل کے ارتکاب اور انجام دینے کے وسوسے ڈالتا ہے۔ دوسری طرف انسان کے باطن ہی میں اس کی عقل بھی میدان میں آکھڑی ہوتی ہے۔ عقل اِس عمل کی انجام دہی کو جائز نہیں سمجھتی۔

شیطان انسان کو انحراف کی طرف لے جانے کے لئے میلانات، غریزی تمایلات اور کششوں سے استفادہ کرتا ہے اور انسان کو ناجائز جنسی شہوات کی تسکین پر اکساتا ہے۔ اس کے مقابل انبیاءؑ، ہادیان الٰہی اور علما عقل کی قوت اور خیر و خوبی کی طرف انسان کے فطری رجحان کا سہارا لیتے ہیں اور اسے جائز اور منطقی طریقے سے جنسی تسکین کی دعوت دیتے ہیں۔

یہ جنگ ☆ یعنی عقل اور خواہشات، ایمان اور ہوئ نفس، شیطانی اور الٰہی طاقت کے درمیان مقابلہ انسانی وجود میں ہمیشہ جاری و ساری رہتی ہے۔ ہاں زمانۂ بلوغ کے

★ حضرت علیؑ فرماتے ہیں : "النفس متجاذبۃ بین العقل والھویٰ" انسانی نفس عقل اور نفسانی تمایلات کے درمیان رساکشی کا شکار رہتا ہے۔" (میزان الحکمہ ج ٦ - ص ۴۰۵)

ابتدائی ایام میں خاص طور پر یہ زیادہ ظاہر ہوتی ہے اور آخری عمر تک مسلسل رہتی ہے۔

دورانِ زندگی ان میں سے جو چیز بھی غالب آجاتی ہے فرد کی شخصیت اسی کی سمت جھکاؤ پیدا کرلیتی ہے اور اسی پر نشوونما پالیتی ہے۔ اگر انسان پر عقل و ایمان کا غلبہ ہوجائے تو اسے ہدایت و رستگاری حاصل ہوتی ہے اور اگر خواہشات اور شیطان اس پر حاوی ہوجائیں تو وہ گمراہ و زیاں کار ہوجاتا ہے۔

(شیطانی وسوسوں کے اثر سے) انسانی وجود میں نفسِ امارہ کوشش کرتا ہے کہ عقل ☆ پر مسلط ہوجائے اور اسے اپنی خواہشات کا اسیر کرلے اور انسان کو ایسی راہ پر کھینچ کرلے جائے جس کے گناہ اور فساد کا اسے ظاہراً علم ہی نہیں ہوتا۔

دوسری طرف عقل کوشش کرتی ہے کہ ایمان کی مدد سے نفس کی لگام کو اپنے ہاتھ میں لے کر اسے کنٹرول کرے اور خیر و کمال اور روح و جسم کی سلامتی کی طرف اس کی رہنمائی کرے۔

بنابرایں انسان کی شخصیت ہمیشہ عقل اور شہوت' خیر اور شر' پاکی اور آلودگی اور راہِ عمل کی سلامتی اور گمراہی کے درمیان رسہ کشی کا شکار رہتی ہے۔ یہ جنگ و گریز مسلسل جاری رہتی ہے اور صرف وہی لوگ اس اندرونی جنگ میں کامیاب ہوسکتے ہیں جو ایمان و تقویٰ کے ہتھیار سے لیس ہوں اور جنھوں نے اپنی جوانی کے ابتدائی ایام میں خودسازی اور اپنے نفس سے جہاد کیا ہو۔

☆ حضرت علیؑ فرماتے ہیں : "علو العقل الھویٰ" "نفسانی خواہشات عقل کی دشمن ہیں۔" (میزان الحکمہ ج٦۔ ص٤٣٦) نیز آپؑ ہی فرماتے ہیں : "عبدالشھوۃ اسیر لا ینفک اسرہ" خواہشات کا غلام ایسا قیدی ہے جس کے اس قید سے آزادی اور نجات کا امکان نہیں۔ (غررالحکم) نیز فرماتے ہیں : "کم من عقل اسیر تحت ھوی امیر" کتنے ہی انسان ہیں جن کی عقل ان کی ہویٰ نفس اور خواہشات کی اسیر ہوتی ہے۔" (میزان الحکمہ ج١٠۔ ص٣٧٩)

یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ یہ کام ناممکن نہیں اور خداوندِ متعال (جو ایک ضعیف انسان کو تمام بلاؤں اور مشکلات سے نجات دلانے والی یکتا قدرت اور انسان کے توکل اور بھروسہ کا مقام ہے) دعا و نیایش ☆ کے ذریعے انسان کی مدد و نصرت کو پہنچ کر اسے اس دائمی جنگ میں کامیاب کرتا ہے۔ ہمیں تاریخ میں ایسے افراد کی کمی نظر نہیں آتی جو بڑی بڑی اندرونی اور بیرونی، ذاتی اور اجتماعی جنگوں میں کامیاب و سربلند ہوئے اور جنہوں نے اپنی زندگی پُرافتخار طریقے پر بسر کی ہے۔

درست طرزِ فکر

قرآنِ کریم حضرت یوسفؑ کے ایامِ جوانی کی داستان بیان کرتا ہے کہ وہ کس طرح جوانی اور بلوغ کے حساس زمانے میں سخت ترین امتحان اور اپنے زمانے کے خطرناک ترین تاریخی واقعے سے دوچار ہوئے اور اپنے قوی ارادے اور ایمانِ راسخ کے بل بوتے پر اس الٰہی آزمائش سے سرخروئی کے ساتھ نکلے اور شرافت و عفاف کی بلند چوٹی پر مقام حاصل کیا۔ حضرت یوسفؑ کی شخصیت جوانوں کے لئے اسوہ اور ایک کامل نمونے کے طور پر ہمیشہ باقی رہے گی۔

مومن جوان اسلام سے حاصل ہونے والے طرزِ فکر کے ذریعے بخوبی جانتا ہے کہ انسان کی زندگی میں پیش آنے والا ہر ناگوار واقعہ (جبکہ وہ خود اس کے ظہور کا ذمہ دار نہ ہو) خدا کی طرف سے ایک آزمائش ہے جس کا مقصد انسان کی تعمیر، رشد اور کمال

☆ دعا انسان کے رشد و کمال کا خاص ذریعہ ہے۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے "ادعونی استجب لکم" "مجھے پکارو تاکہ میں تمہاری اجابت کروں۔" اور دوسری آیت میں فرماتا ہے "واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیئومنوابی لعلھم یرشدون" (سورہ بقرہ ۲- آیت ۱۸۶)

ہے۔ ✪

پیشواؤں، علماء اور طولِ تاریخ میں پائے جانے والے عظیم انسانوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو نظر آتا ہے کہ ان میں سے اکثر اپنی زندگی میں پیش آنے والی گوناگوں دشواریوں اور حادثات کا شعور کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے اور بزرگ سنی کے زمانے میں ان کی کامیابیاں اس صبرو استقامت کا نتیجہ تھیں جن کا مظاہرہ ان لوگوں نے اپنے بچپن اور جوانی کے ایام میں کیا تھا۔

عشق اور جوانی

ایامِ جوانی میں ظاہر ہونے والے محبت آمیز جذبات و احساسات جنہیں "عشق" کا نام دیا جاتا ہے، ممکن ہے ان سے سوءِ استفادہ کیا جائے اور جوان کو کمال کی راہِ راست سے منحرف کردیں۔

عشق ایک طرح کی "کشش" اور طاقتور جاذبہ ہے جو انسان اور ایک خارجی وجود میں ایک ہدف تک رسائی کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس کا سرچشمہ شعوری اور الٰہی ہو تو یہ انسان کی عالی ترین روحانی تجلیات میں سے ایک ہے اور خلقت کے پرشکوہ ترین جلوں میں شمار ہوتا ہے۔

لیکن اگر یہی جاذبہ "عشق" محض غریزی اور شہوانی غایت رکھتا ہو اور اس کا مقصد شیطانی ہو تو یہ نفسِ امارہ کے مظاہر میں سے ایک ہے اور اس صورت میں انسان کی عقل

★ ارشادِ معصومؑ ہے "البلاء للظالم ادب و للمومن امتحان وللاولیا درجة" "زندگی میں رونما ہونے والی بلا اور ناگواری ظالم کے لئے گوشمالی، مومن کے لئے آزمائش و امتحان اور دوستانِ خدا کے لئے درجہ (یا بالاتر درجے کے حصول کا موجب) ہوتی ہے۔" (بحارالانوار ج۸۔ ص۱۰۸) حضرت علیؑ کا ارشاد ہے "المومن یبتلی بانواع البلاء" "مومن مختلف قسم کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے۔" (میزان الحکمہ ج۱۔ ص۴۸۴)

اور ایمان کو کمزور کرتا ہے۔ یہاں تک کہ عاشق اپنے معشوق تک پہنچنے کے لئے دیوانہ وار ہر قسم کے ناجائز کاموں میں مبتلا ہوتا ہے تاکہ اپنا مطلب حاصل کرلے۔ حتیٰ لوگوں کی نظروں میں رسوا ہی کیوں نہ ہوجائے۔☆

جوان لڑکے اور لڑکیوں کو ان خطرناک اور طرح طرح کے جالوں سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے جو "پاکیزہ محبت" جیسے جھوٹے ناموں سے ان کی راہوں میں بچھائے جاتے ہیں۔ ایسے جال جن میں پھنسنے کے بعد اکثر صورتوں میں ان سے رہائی انتہائی دشوار ہوتی ہے اور ایک لحہ کی غفلت' بے جا خوش فہمی اور ریاکارانہ باتوں کے فریب میں آجانے کا کفارہ کبھی کبھی پوری عمر بھی ادا نہیں ہوپاتا۔ خاص طور پر ایسے لوگ جو "محبت" کی کمی کا شکار ہوں اور اس سے محروم زندگی بسر کرتے ہوں' وہ بہت جلد اس اظہارِ عشق اور جھوٹی اور ظاہری محبت کے سامنے جھک جاتے ہیں اور گمراہ اور عیار لوگوں کے فریب میں آجاتے ہیں۔

اگر جوان لڑکے و لڑکی اپنے زمانۂ بلوغ کی ابتداء ہی میں اپنی ازدواج کے اہم اور مقدس بندھن کو جنسی گمراہی سے آلودہ نہ کریں اور پاکیزہ احساسات و جذبات کی حفاظت کرتے ہوئے ایک مناسب وقت تک صبر کریں اور شعور و منطق کو کام میں لاتے ہوئے اپنی عائلی زندگی کی بنیاد کو ذی قیمت اور اعلیٰ معیارات پر رکھیں تو یہ ان کی سعادت منداور کامیاب زندگی کی ضمانت ہوگی۔ کیونکہ ان کے ایک دوسرے سے عشق و علاقہ کا سرچشمہ الٰہی اور معنوی ہوگا' ایسا ہی بندھن محکم و استوار ہوتا ہے اور ایسا ہی خاندان تشکیل کے بعد شکست اور ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ جی ہاں! ہدفِ خلقت اور اس پر منتہی ہونے والی صحیح راہ سے غفلت انسان کو جانوروں سے بھی پست تر اور گمراہ تر بلکہ ان سے بھی زیادہ بدتر بنا دیتی ہے۔ "ان شر الدوآب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون" (سورہ انفال ۸۔ آیت ۲۲)

جوانی کی ابتداء ہی میں اس بارے میں جلد بازی پر مبنی اقدام ان کے لئے پریشانی' رسوائی اور برے نتائج کا موجب ہوگا۔

بنابرایں ایسی محبت و عشق مطلوب اور پسندیدہ ہے جو خدا پر ایمان کے سائے میں' مناسب شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور نفسیاتی' اقتصادی اور پیشہ ورانہ آمادگیوں کے بعد ہو۔ ایسا ہی انتخاب جوان کے لئے قابلِ اطمینان ہے اور ایک کامیاب اور پُرسکون زندگی کی تمہید ثابت ہوسکتا ہے۔ اس کے برخلاف غیر عاقلانہ دوستیاں اور دل بستگیاں جن کے پیچھے منطقی غور و فکر نہ ہو (جیسے خطوط کا تبادلہ' ٹیلی فون پر گفتگو اور گلی کوچوں میں ملاقاتیں) ناجائز روابط کہلائیں گے' جو جھوٹی محبت اور جلد گزر جانے والی لذت سے زیادہ کچھ نہیں ہوتے اور جن کا نتیجہ بے قید و شرط اور گناہ آلود تسکین کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ اور پھر اس میں مبتلا لوگ آتشِ ہوس و شہوت سرد پڑ جانے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو کر کچھ ہی مدت بعد ہر چیز کو بھلا بیٹھتے ہیں اور یہ "عشقِ سوزاں" زندگی کے آغاز ہی میں پشیمانی' غم و اندوہ' بے آبروئی اور رسوائی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کا نتیجہ آئندہ زندگی میں مشکلات' موانع اور ناموافق حالات کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

عقل کو استعمال نہ کرنا اور خواہشات و شہوات کے لئے میدان کھلا چھوڑ دینا انسان کی آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے خطرناک اور ناگوار نتائج اسے صرف ارتکابِ عمل کے بعد ہی سمجھ میں آتے ہیں۔ کیونکہ عمل سے قبل رسوائی ایک ناپید اور پوشیدہ امر ہوتی ہے۔★

جنسی انحراف پیدا ہونے کے اسباب

عام طور پر جوان میں ناجائز روابط اور جنسی بے راہ روی کی پیدائش کے اسباب کی

★ حضرت علیؑ فرماتے ہیں "رب شهوة ساعة تورث حزناً طويلا" "بسا اوقات ایک لمحہ کی شہوت طویل غم و اندوہ چھوڑ جاتی ہے۔" (میزان الحکمہ ج ۱۰۔ ص ۳۸۱)

مندرجہ ذیل وجوہات ہوتی ہیں۔

(۱) - ناساعد گھریلو حالات اور ماحول۔

(۲) - زن و مرد کے میل جول میں حدوں کو مدّ نظر نہ رکھنا۔

(۳) - والدین کا باہمی ازدواجی تعلقات کے دوران دینی احکامات کی طرف توجہ نہ دینا۔

(۴) - بے لگام' لاابالی افراد اور خاندانوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور تعلقات کے بارے میں بے توجہی۔

(۵) - اوقاتِ فراغت کے لئے کسی پروگرام کا نہ ہونا۔

(۶) - گناہ آلود ماحول میں آمدورفت اور نظربازی۔

(۷) - جنسی مسائل کے بارے میں بے راہ رو اور گناہ آلود افراد کی باتوں کو سننا' غلط اور نامناسب معلومات حاصل کرنا اور بلوغ کے مسائل کے بارے میں صحیح معلومات نہ رکھنا۔

(۸) - ذہنی پسماندگی اور تعلیمی میدان میں ناکامیاں۔

(۹) - تنہائی میں انحراف آمیز خیالات میں مشغول رہنا۔

(۱۰) - تصویروں وغیرہ کے ذریعے جنسی جذبات کا بھڑکنا۔

(۱۱) - ضعفِ ایمان اور صحیح دینی تربیت نہ ہونا۔

(۱۲) - گمراہ اور بے راہ رو دوستوں میں اٹھنا بیٹھنا۔

یہ تمام باتیں نوجوانوں میں جنسی انحراف کے ظہور کی راہیں ہموار کر سکتی ہیں۔ اگر ان تمام عوامل کا مختصر الفاظ میں خلاصہ کریں تو کہہ سکتے ہیں کہ ایامِ فراغت ہوں خواہ ایامِ مصروفیت' گھریلو اور معاشرتی ماحول میں زندگی کی راہ و روش اور اسلامی قوانین و ضوابط کو ملحوظ نہ رکھنا اس قسم کے انحرافات کی پیدائش کے اسباب فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح اگر جنسی انحرافات (جیسے لڑکے' لڑکی کے درمیان ناجائز روابط' ہم جنس پرستی اور استمناء

وغیرہ) کی پیدائش کے اسباب پر تحقیق کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہروہ گھرانہ جو اسلامی احکام (خاص طور پر زن و مرد' لڑکے و لڑکی کے میل جول میں حدوں) کو ملحوظ نہیں رکھتا کسی نہ کسی طرح کی جنسی بے راہ روی میں مبتلا ہے۔☆

انتباہ

اگر جوان اپنے اندر خود لذتی' استمناء اور ناجائز روابط کی حالت پیدا ہوتے وقت اپنے اس عمل کے انحرافی اور خطرناک ہونے کی طرف متوجہ نہ ہو اور انہیں ترک کرنے کا خیال اس کے دل میں نہ آئے تو یہ عمل بہت جلد اس کی ایک عادت بن جاتا ہے۔ ایسی گہری اور پر کشش عادت میں ڈھل جاتا ہے جو اسے آلودہ کرتی ہے اور اس کی جوانی کی تر و تازہ قوتوں اور اس کی تخلیقی صلاحیتوں کو نابود کردیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا تسلسل شرمناک اور ناگوار نتائج کا موجب ہوتا ہے۔

شارع مقدسِ اسلام نے فرمایا ہے۔

"استمناء سے پرہیز کرو کیونکہ یہ عمل تمہیں مریض کردیتا ہے اور آتشِ جہنم میں کھینچ لے جاتا ہے۔"

لیکن آگاہ رہنے کی ضرورت ہے کہ جوان کے لئے (اس کے شرمناک نتائج سے آگاہی کے بعد) اس سے زیادہ خطرناک چیز وہ یاس و ناامیدی ہے جو اس عادت سے

☆ اسلامی احکام و تعلیمات میں دو موضوع ایسے ہیں جن کے بارے میں خاص حساسیت اور توجہ برتی گئی ہے۔ ایک موضوع "حق الناس" ہے۔ کہ اسلام دوسروں کے حقوق میں مداخلت اور تجاوز کی اجازت نہیں دیتا اور دوسرا موضوع نامحرم سے روابط سے متعلق ہے۔ جیسے آپسی میل جول' بات چیت' تنہائی میں ٹھہرنا خواہ دینی تعلیم ہی کے لئے ہو' نامحرم عورت کے بدن پر مرد کا نگاہ ڈالنا خواہ لذت کے ارادے سے ہو یا بغیر لذت کے' حرام ہے۔ چہرے اور ہاتھوں پر اگر لذت کے ارادے سے نگاہ ڈالی جائے تو حرام ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں "کتنی ہی ایسی ناروا نگاہیں ہیں جو اپنے بعد طولانی حسرتیں چھوڑ جاتی ہیں۔"

مقابلے کے دوران اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ناامیدی اس بیماری میں مبتلا لوگوں کی راہِ نجات میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتی ہے۔

پس جوان کو چاہئے کہ اس عمل کے خطرناک نقصانات سے آگاہ ہوتے ہی کسی بھی قسم کی سستی' یاس اور بے سود اضطراب میں مبتلا ہونے کی بجائے نصرتِ الٰہی پر کامل اعتماد کے ساتھ اسے ترک کرنے کے لئے اقدام کرے اور یہ بات ذہن نشین رکھے کہ اگر وہ واقعی اس عمل کو ترک کرنے کا قصد و ارادہ رکھتا ہے تو کامیابی یقیناً اس کے قدم چومے گی۔ ☆

بازگشت

جنسی انحراف اور ناجائز روابط میں مبتلا جوان کو یہ بات جاننا چاہئے کہ وہ اس قبیح عمل سے چھٹکارہ حاصل کرنے پر قادر ہے اور توبہ کا سنجیدہ اور حقیقی عزم کر سکتا ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب ابھی اس کی عمر بھی زیادہ نہ گزری ہو اور اس عمل نے ایک عادت کی صورت میں اس کے وجود کی گہرائیوں میں گھر نہ بنا لیا ہو۔

تھوڑی سی ہمت اور خدا سے مدد و استعانت کے ذریعے اس منحوس عمل سے (جو اس کی جوانی کے سرمائے اور صحت کو برباد کرنے والا ہے) نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور خود کو اس شرمناک عادت کے پنجے سے آزاد کرا سکتا ہے اور اپنی معمول (Normal) کی اور پاکیزہ زندگی کی طرف پلٹ سکتا ہے۔

بہرحال اسے ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ اگر اسلام نے ان اعمال کی ممانعت کی ہے تو اس کی نظر میں فرد اور معاشرے کی بہتری کے سوا کوئی اور مقصد نہیں۔

☆ حتیٰ ایسا شخص اپنے زمانے کے نیکوکار اور پرہیزگار لوگوں میں بھی شامل ہو سکتا ہے۔ اور اس شرمناک عادت کے چنگل سے رہائی کے بعد جوانی کی پاکیزہ اور شاداب زندگی بسر کرتے ہوئے کمال اور سعادت کی راہ طے کر سکتا ہے۔

اسلام کی نظر میں جنسی انحراف کے احکام

(۱) - استمناء یا خود لذتی گناہانِ کبیرہ میں سے ایک ہے اور اس کا عامل سزا کا مستحق ہے۔

(۲) - ہم جنس پرستی یا لواط : اس قبیح عمل کے مرتکب دونوں افراد میں سے کسی ایک کے اعتراف و اقرار یا معتبر گواہ کی گواہی کے بعد مندرجہ ذیل احکام جاری ہوتے ہیں۔

(الف) ان دو افراد میں سے اگر ایک بچہ ہو اور دوسرا بالغ، تو بچے کو تادیب کی جائے گی اور بالغ پر حد جاری ہوگی۔

(ب) اگر دونوں افراد کی آمیزش میں تجاوز (دخول) نہ ہوا ہو تو اس کی حد سو کوڑے ہیں۔

(ج) اگر دونوں افراد کی آمیزش میں تجاوز (دخول) ہوگیا ہو اور دونوں بالغ ہوں تو ان کے قتل کا حکم ہے۔

(د) ان دونوں کو کس طرح موت کے گھاٹ اتارا جائے گا اس کے لئے حاکمِ شرع درجِ ذیل میں سے کسی ایک طریقے کا انتخاب کر سکتا ہے۔

(۱) گردن مار کر (۲) بلندی سے پھینک کر جیسے پہاڑ وغیرہ سے گرا کر جب کہ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہوں (۳) آگ میں جلا کر (۴) سنگسار کر کے (۵) دیوار کو اس کے سر پر گرا کر۔

(۳) - مجرد (کنوارے) مرد کے لئے زنا کی سزا اور شرعی حد ۱۰۰ کوڑے ہیں۔ اگر کسی پر تین مرتبہ یہ حد جاری ہو چکی ہو تو چوتھی مرتبہ اسے قتل کر دینا چاہئے۔

شادی شدہ مرد اور عورت کے لئے زنا کی سزا و حد قتل اور سنگسار کرنا ہے۔

جنسی انحرافات اور برائیوں کے بارے میں یہ سخت سزائیں اس بات کی عکاس ہیں

کہ اسلام معاشرے کو ان خرابیوں سے پاک رکھنے کی کس قدر اہمیت کا قائل ہے۔

علاج کی راہ

بہرحال ایسا جوان جو جنسی خود لذتی کے خطرناک اور ضرر رساں عمل میں مبتلا ہو چکا ہو اسے چاہئے کہ فوراً ہوش کے ناخن لے اور یاس و ناامیدی☆' حقیقت سے فرار اور گمراہ کن تصورات میں پناہ لینے کی بجائے عاقلانہ طور پر سوچے اور ایک مرتبہ پھر اس قبیح عادت کے شرمناک اثرات کو نظروں میں لائے' اس مہلک انحراف کے نتائج کو اپنی آنکھوں کے سامنے مجسم کرے' ضعف و سستی کو اپنے پاس پھٹکنے کا موقع نہ دے اور یہ بات جان لے کہ اگر وہ واقعاً چاہے اور مضبوط ارادہ کرے تو نہایت جلدی اپنی اس عادت سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک روز ایک شخص حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا :

"بے چارہ فلاں شخص جنسی انحراف میں مبتلا ہو گیا ہے اور (اس سلسلے میں) اپنا ارادہ و اختیار کھو بیٹھا ہے۔

امامؑ نے ناگواری سے فرمایا : کیا کہتے ہو؟ کیا وہ اس عمل کو لوگوں کی نگاہوں کے سامنے انجام دینے پر تیار ہے؟

عرض کیا گیا : نہیں۔"

☆ یاس و ناامیدی کا شمار گناہانِ کبیرہ میں ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے۔ "قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ھو الغفور الرحیم" "پیغمبر آپ پیغام پہنچا دیجئے کہ اے میرے بندوں جنہوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے' رحمتِ خدا سے مایوس نہ ہونا' اللہ تمام گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔" (سورہ زمر ۳۹۔ آیت ۵۳)

فرمایا : پس یہ خود اس کے ارادے و اختیار کے ساتھ ہے۔"
حضرت علیؑ نے فرمایا :
"باایمان افراد پہاڑوں کی مانند سخت اور بااستقامت ہوتے ہیں۔"

اس عادت میں مبتلا شخص کو اگر دنیا میں اس عمل کے ناخوشگوار نتائج کا علم ہو اور آخرت میں اس کے دردناک نتائج اس کے پیشِ نظر ہوں تو ہوش میں آجائے گا' خدا کو اپنے اعمال کا حاضرو ناظر سمجھ کر اس عمل کو ترک کرنے کا فیصلہ کرے گا۔

ایسے شخص کو جان لینا چاہئے کہ خوش قسمتی سے وہ بہت جلد اس انحرافی اور ضرر رساں عمل کی طرف متوجہ ہوگیا ہے' ابھی اس عمل کی عادت کی جڑیں اس کے وجود میں مستحکم نہیں ہوئی ہیں اور وہ مضبوط ارادے اور خدا پر توکّل کے ذریعے اس عمل کو ترک کرنے پر قادر ہے۔ اسے خود کو خدا کی بارگاہ میں ایک ملعون اور مطرود شخص نہیں سمجھنا چاہئے' بلکہ اسے خدا کی رحمت اور لطف کی امید رکھنی چاہئے۔

عملی ہدایات

کیونکہ یہ عمل گناہانِ کبیرہ میں سے ہے لہٰذا اس میں مبتلا فرد کو چاہئے کہ سب سے پہلے خود کو پاک کرے' وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے' بارگاہِ خدا میں اپنے گزشتہ گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور اس سے اس شرمناک عادت کو ترک کرنے میں مدد کی درخواست کرے☆۔ پھر اس کے بعد مندرجہ ذیل نکات پر سختی کے ساتھ عمل کرے۔

☆ کیونکہ خداوندِ عالم نے اپنے تمام بندوں کو دعا کا حکم دیا ہے اور اس کی قبولیت کا بھی وعدہ کیا ہے۔ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے۔ "اور اے پیغمبرؐ اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں۔ پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے۔" (سورہ بقرہ۲۔ آیت۱۸۶) اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔" (سورہ غافر۴۰۔ آیت۶۰)

(۱) - اپنے آپ کو جنسی تحریک کا سبب بنے والے مقام اور ماحول سے دور رکھے' نیز تنہائی میں رہنے سے بھی اجتناب کرے۔

(۲) - تنگ اور چست لباس پہننے سے پرہیز کرے اور اپنے یا دوسروں کے اعضاء بدن کو چھونے اور لمس کرنے سے شدت سے اجتناب کرے۔

(۳) - نامحرم پر نگاہ ڈالنے اور نظربازی سے پرہیز کرے۔

(۴) - اپنے خیالات و تصورات کو کنٹرول کرے اور یہ بات ذہن نشین رکھے کہ جو چیز بھی اس کے ذہن اور فکر سے گزرتی ہے اس سے خدا آگاہ ہے اور اس بارے میں اس سے بازپُرس ہوگی۔ صرف ان چیزوں کے بارے میں اپنے خیالات کے گھوڑے دوڑائے جن کی عقل و شرع اجازت دیتی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ جنسی اور شہوت آلود مسائل کے بارے میں سوچتے رہنا مسلسل جنسی تحریک پر منتج ہوتا ہے اور زندگی کی طاقت ختم کردیتا ہے اور انسان کو زندگی کے حقیقی اور واقعی مسائل کے بارے میں غور و فکر سے باز رکھتا ہے۔☆

☆ جنسی رجحانات کے تسلط کا نتیجہ ذہنی کمزوری اور حواس باختگی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ چیز زندگی کے تمام حالات پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ ذہنی و فکری نشوونما' دماغی فعالیت اور حواس کے تمرکز میں بھی مانع ہوتی ہے۔ حواس باختگی کی اس صورتِ حال کا مشاہدہ زندگی کے مختلف مسائل' تعلیمی سرگرمیوں اور خاص طور پر کلاس روم میں اس وقت بخوبی کیا جا سکتا ہے جب معلم کسی پیچیدہ مسئلہ کو سمجھا رہا ہو تو اس دوران طالبِ علم اس سے انتہائی ناگواری محسوس کرتا ہے۔

بنابرایں جنسی غریزے کو کھلا چھوڑ دینا اور اس بارے میں تصورات اور خیالات کو آزاد رکھنا ناقابلِ معافی خطا اور بڑی اور رسوا کردینے والی شکست کا موجب ہوتا ہے اور بہت سے مواقع پر دیکھا گیا ہے کہ ایسے جوان جو اپنی فکر و عقل کی زمام جنسی غریزے و رجحان کے سپرد کردیتے ہیں وہ پریشانیٔ افکار اور حواس باختگی کی وجہ سے پڑھائی لکھائی کے ذوق اور درسی و غیردرسی ہر قسم کے مطالعے کا شوق کھو بیٹھتے ہیں اور یوں اپنی زندگی کے بہترین تعلیمی سال اور حساس ترین اوقات کو ضائع کرکے مستقبل میں حسرت و پشیمانی سے دوچار ہوتے ہیں۔

(۵) - اس بات کے پیشِ نظر کہ جوانی کا زمانہ عمر کا ہیجان انگیز اور حساس دور ہے' اسے ایک انتہائی بچے تلے ٹائم ٹیبل کے مطابق بسر کرنا چاہئے اور شب و روز کو (تعلیمی' علمی' مطالعاتی' تفریحی اور ذوقی سرگرمیوں میں مصروف رہ کر) مسلسل محنت اور جدوجہد میں گزارنا چاہئے۔ کم از کم سونے کے لئے ایک مخصوص وقت کا تعین کرنا چاہئے اور اس وقت بستر پر جانا چاہئے جب کہ بھرپور نیند طاری ہو تاکہ بستر پر لیٹتے ہی سو جائیں۔

(٦) - سود مند کتابوں کا مطالعہ کرکے اور اوقاتِ فراغت میں لائبریری سے رجوع کرکے تعلیمی میدان میں اپنی کامیابی کے مواقع فراہم کرے۔

(۷) - کھیلوں کی ٹیم یا گروہوں میں فعال شرکت کرے۔ نیز تربیتی' ثقافتی اور مذہبی سرگرمیوں میں حصہ لے کیونکہ یہ ایمان کی افزائش اور ترکِ معاصی کی توفیق میں اس کی مددگار ہوگی۔

سود مند' صحت مند اور بامقصد سرگرمیوں میں انسان کی بہت سی توانائی صرف ہو جاتی ہے اور اس طرح اس کی جنسی اور شہوت انگیز تحریکات کی روک تھام ہوتی ہے۔ کیونکہ ان قبیح عادات میں مبتلا لوگ گوشہ نشینی کی جانب رجحان رکھتے ہیں۔

تربیتی سرگرمیوں' مذہبی اجتماعات میں شرکت' لائبریریوں میں حاضری اور مومن و پاک سیرت لوگوں سے میل جول اس طرح کے جوانوں کے ایمان کی تقویت میں بہت موثر ثابت ہوتے ہیں۔

(۸) - اچھے اور باایمان دوستوں کے یہاں آمد و رفت رکھے' ان کے ساتھ اٹھے بیٹھے' نماز کو اوّل وقت اور جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی حتیٰ الامکان کوشش کرے۔ منحرف اور لاابالی اعزہ اور دوستوں سے (خواہ وہ اس کے قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں) ہم نشینی اور ان کے پاس رفت و آمد سے مطلق پرہیز کرے۔

(۹) - سونے سے پہلے لازماً وضو کرے اور بستر پر جانے سے پہلے سورہ "قل اعوذ

برب الفلق، قل اعوذ برب الناس" (معوذتین) اور آیت الکرسی کو توجہ و حضورِ قلب کے ساتھ پڑھے اور ذکرِ خدا کرتے ہوئے سوئے۔

(۱۰) - جس قدر ممکن ہو ہفتے میں ایک یا دو بار روزہ رکھے۔ یہ عمل خدا سے اس کے تقرّب اور ایمان کی افزائش کے سلسلے میں بہت مفید ہے اور اس کے ارادے کی تقویت میں ناقابلِ انکار کردار کا حامل ہے۔☆

(۱۱) - اپنے کھانے پینے کا خیال رکھے اور بعض ایسی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرے جو مقوی اور شہوت انگیز ہوتی ہیں اور جنہیں اصطلاحاً گرم چیزیں کہا جاتا ہے۔ (مثلاً اخروٹ، کھجور، کشمش، پستے، خربوزہ، پیاز، مٹھائیاں) یا انہیں کم استعمال کرے اور زیادہ تر اصطلاحاً ٹھنڈی غذائیں استعمال کرے۔

☆ اس مقصد کے لئے بہترین طریقہ ایک ایسی حقیقی روزہ داری ہے جس کا نتیجہ غریزی میلانات کے کمزور پڑ جانے کی صورت میں ظاہر ہو اور پھر لامحالہ ایمان، ارادے اور انسان کی ملکوتی و اخلاقی شخصیت کی تقویت کا باعث ہو۔ اس بارے میں رسولِ کریمؐ فرماتے ہیں : "اے گروہِ جوانان ! تم میں سے جسے شادی کی طاقت میسّر ہو وہ شادی کرے اور اگر کسی کے لئے یہ ممکن نہیں تو اسے چاہئے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کم کردیتا ہے۔"

بسا اوقات یہ اتفاق بھی پیش آتا ہے کہ انسان میں جنسی تحریک کی لہریں اٹھتی ہیں اور وہ محسوس کرتا ہے کہ اس رجحان (جنسی میلان) کے مقابلے کے لئے اس کی طاقت بہت کم رہ گئی ہے۔ ایسا شخص اگر اس موقع پر صبر سے کام لے تو وہ دیکھے گا کہ یہ غریزی بحران جلد گزر جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے تک باقی رہ کے ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر وہ محسوس کرے کہ اس بحران کے مقابلے سے عاجز ہے تو چند دن روزہ رکھنے سے یہ حالت جاتی رہتی ہے۔

ہم سب اس بات سے واقف ہیں کہ اسلام میں روزہ داری صرف ماہِ رمضان تک محدود نہیں بلکہ مختلف مناسبتوں سے مستحبی روزے بھی ہیں اور ائمہ معصومینؑ اور بزرگانِ دین پابندی سے ان ایام میں روزہ رکھتے تھے۔ شیخ عباس قمیؒ کی معروف تالیف "مفاتیح الجنان" میں ہر ماہ کے مستحب روزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۲) - اپنی خواہشات اور افکار کو اپنی آئندہ ازدواجی زندگی پر مرکوز رکھے اور یہ بات ذہن میں رکھے کہ جلد یا بدیر یہ دن گزر جائیں گے اور اسے بھی مستقبل قریب میں اپنے لئے ایک پاکیزہ شریکِ حیات کا انتخاب کرنا ہے۔ لہٰذا اس زندگی کے لئے اپنے اندر ضروری آمادگی اور لیاقت فراہم کرے جس میں سب سے زیادہ اہم چیز جسمانی اور روحانی سلامتی ہے۔

(۱۳) - ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کی یاد اور ذکر میں مشغول رہے۔ کیونکہ قرآنِ کریم میں ہے کہ :

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"

"آگاہ ہو جاؤ کہ اطمینان یادِ خدا ہی سے حاصل ہوتا ہے۔"

(سورہ رعد ۱۳- آیت ۲۸)

"ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا"

"اور جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا اس کے لئے زندگی کی تنگی بھی ہے۔" (سورہ طہ ۲۰- آیت ۱۲۴)

ایسے لوگ جنہوں نے اس قبیح عادت کو ترک کرکے نجات پائی ہے' انہیں چاہئے کہ اپنی جوانی کی قدر و قیمت کو جانیں۔ اس کی حفاظت کے سلسلے میں نہایت محتاط رہیں' اپنے آپ کو ہر قسم کی شہوانی تحریکات اور وسوسوں سے دور رکھیں اور کسی بھی قیمت پر دوبارہ آلودہ ماحول اور لاابالی و منحرف دوستوں سے ربط و ضبط اور ہم نشینی پر تیار نہ ہوں۔

البتہ ممکن ہے بسا اوقات اس راہ میں ان کے عزم و ارادے میں کوئی کمی واقع ہو جائے' لیکن انہیں چاہئے کہ وہ استقامت اور پائیداری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور ایمانِ کامل کے ساتھ خدا کی نصرت سے امید رکھیں تاکہ اس پاکیزگی کی حفاظت میں کامیاب رہیں۔

بچیّوں کے لئے ہدایات

۱) لڑکیوں کو چاہئے کہ وہ ایسے مقامات اور ماحول سے دور رہیں جہاں ان میں جنسی تحریک ابھرنے کا خطرہ ہو۔ نیز ہیجان انگیز موسیقی سننے اور بے ہودہ فلموں اور ٹیلی ویژن پروگرامز دیکھنے سے بھی اجتناب برتیں۔

۲) اپنے بھائیوں اور محرم رشتے داروں کے سامنے بھی تنگ اور چست لباس پہننے سے احتراز کریں۔

۳) ایسے مقامات پر نہ جائیں جہاں ان پر نامحرموں کی نگاہ پڑنے کا امکان ہو۔ خاتونِ اسلام حضرت فاطمہ زہراؑ کی نگاہ میں پارسا عورت کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھے اور نہ مرد اسے دیکھیں۔ یعنی ایسی جگہوں سے دور رہے جہاں اس پر مردوں کی نگاہیں پڑنے کا امکان ہو۔

۴) اپنے خیالات اور تصورات کو بھی قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہئے کہ جو کچھ ہمارے ذہن و فکر سے گزرتا ہے اللہ رب العزت اس سب سے آگاہ ہوتا ہے' اس بارے میں بھی ہم جوابدہ ہیں۔ ایک کامیاب زندگی کے لئے ضروری ہے کہ صرف ان باتوں پر دھیان دیا جائے جن کی تائید عقل اور قوانینِ شریعت کرتے ہیں۔

خیالات و تصورات جنسی تحریک ایجاد کرنے والے اور شہوت انگیز مسائل کے بارے میں مصروف رکھنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کا ذہن اسی سمت مرکوز رہتا ہے۔ اس طرح انسانی صلاحیتیں برباد ہوتی ہیں نیز انسان زندگی کے حقیقی اور واقعی مسائل سے دور رہتا ہے۔☆

۵) بے کاری تمام خرابیوں اور انحرافات و گمراہیوں کی جڑ ہے۔ لڑکیوں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی فرصت کے اوقات کو بے کار ضائع نہ کریں بلکہ کھانے پکانے، سینے پرونے اور اپنے ذوق کے مطابق دوسری مہارتوں کے حصول کی کوشش کریں۔ یہ چیزیں مستقبل میں ان کی کامیاب زندگی کے لئے موثر کردار کی حامل ہیں۔

۶) علمی اور مذہبی اجتماعات میں شرکت کریں اور خود کو پیش آنے والے مسائل اور مشکلات کے بارے میں ماہرین سے دریافت کریں۔ (کتنا اچھا ہو کہ ہماری مساجد اور

☆ جنسی رجحانات کے تسلط کا نتیجہ ذہنی کمزوری اور حواس باختگی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ چیز زندگی کے تمام حالات پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے ذہنی و فکری نشوونما، دماغی فعالیت اور حواس کے تمرکز میں بھی مانع ہوتی ہے۔ حواس باختگی کی اس صورتحال کا مشاہدہ زندگی کے مختلف مسائل، تعلیمی سرگرمیوں، اور کلاس روم میں خاص طور پر اس وقت بخوبی کیا جا سکتا ہے جب معلم کسی پیچیدہ مسئلہ کو سمجھا رہا ہو تو اس دوران طالب علم اس سے انتہائی ناگواری محسوس کرتا ہے۔

بنابراین جنسی غریزے کو کھلا چھوڑ دینا اور اس بارے میں تصورات اور خیالات کو آزاد چھوڑ دینا ناقابلِ معافی خطا اور بڑی اور رسوا کر دینے والی شکست کا موجب ہوتا ہے۔ اور بہت سے مواقع پر دیکھا گیا ہے کہ ایسے جوان جو اپنے فکر و عقل کی زمام جنسی غریزے و رجحان کے سپرد کر دیتے ہیں وہ پریشانیٔ افکار اور حواس باختگی کی وجہ سے پڑھائی لکھائی کے ذوق، اور درسی وغیر درسی ہر قسم کے مطالعے کا شوق کھو بیٹھتے ہیں۔ اور یوں اپنی زندگی کے بہترین تعلیمی سال اور حساس ترین اوقات کو ضائع کر کے مستقبل میں حسرت و پشیمانی سے دوچار ہوتے ہیں۔

مدارس میں اس قسم کے پروگرام منعقد کیے جائیں جن میں نوجوانوں کو اسلامی عقائد' احکام و معارف سے آشنا کرنے کے ساتھ ساتھ عملی زندگی کے بارے میں بھی ان کی رہنمائی کا اہتمام کیا جائے۔ مترجم)

۷) لڑکیوں کو متوجہ رہنا چاہئے کہ ماہانہ عادت (MENSES) کے ایام میں سخت ورزشوں' کھیل کود اور مشکل اور دشوار کاموں سے پرہیز کریں۔ ٹھنڈے پانی کے استعمال اور اس میں نہانے سے بھی گریز کریں۔

بے اعتدالی اور بدن کے بے ڈھنگا ہونے سے بد دل نہ ہوں کیونکہ دورانِ بلوغ گزرنے کے بعد بتدریج اسکی وضع معمول کے مطابق اور متناسب ہو جائے گی۔

۸) نیک سیرت' باایمان اور دیندار سہیلیوں سے میل جول رکھیں۔ حتی الامکان کوشش کریں کہ نماز اول وقت میں ادا ہو۔ اگر آپ مستقبل میں اپنی سعادت و کامیابی کی آرزومند ہیں تو آزاد خیال' لاابالی اور گمراہ لڑکیوں سے دوستی اور ان کے یہاں آمد و رفت سے گریز کریں (خواہ وہ آپ کی نزدیکی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں)۔

۹) سونے سے پہلے وضو ضرور کریں اور بستر پر جاتے وقت سورۂ قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس (معوذتین) اور آیت الکرسی کی تلاوت' توجہ اور حضورِ قلب کے ساتھ کریں اور ذکرِ خدا کرتے ہوئے سوئیں۔

۱۰) جتنا ممکن ہو' ہفتے میں ایک دن روزہ رکھیں۔ یہ عمل خدا کے تقرب اور ایمان کی افزائش کے سلسلے میں بہت مفید ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ روزہ قوتِ ارادی میں اضافے کے سلسلے میں بھی منفرد کردار کا حامل ہے۔ ☆

۱۱) پُرخوری اور مسلسل مقوی' گرم اور تحریک کا سبب بننے والی غذاؤں کا استعمال جسمانی

☆ اس مقصد کے لئے بہترین طریقہ ایک ایسی حقیقی روزہ داری ہے جس کا نتیجہ غریزی میلانات کے کمزور پڑ جانے کی صورت میں ظاہر ہو اور پھر لامحالہ ایمان' ارادے (باقی اگلے صفحے پر)

خلل کے ساتھ ساتھ، ہمارے بدن کی ضرورت سے زیادہ انرجی بھی پیدا کرتا ہے جو جنسی میلان کا محرک بنتی ہے۔

حد سے زیادہ پُرخوری حماقت اور انسان میں حیوانی خصلتوں کے ظہور کا موجب بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات میں تاکید کی گئی ہے کہ دسترخواں سے آدھے پیٹ اٹھنا مستحب ہے۔ نیز پُرخوری مکروہ قرار دی گئی ہے اور اشیاء خورد و نوش کی حرص و طمع مذموم شمار کی گئی ہے۔ لہٰذا اس سے دوری اختیار کرتے ہوئے کھانے پینے میں اعتدال برتنی چاہئے۔

اسی طرح ماہانہ عادت کے ایام میں ان غذاؤں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے جو اصطلاحاً گرم کہلاتی ہیں۔

(گزشتہ صفحے سے پیوستہ) اور انسان کی ملکوتی و اخلاقی شخصیت کی تقویت کا باعث ہو۔ اس بارے میں رسولِ کریمؐ فرماتے ہیں: اے گروہِ جوانان! تم میں سے جسے شادی کی طاقت میسر ہو وہ شادی کرے اور اگر کسی کے لئے یہ ممکن نہیں تو اسے چاہئے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اسکی شہوت کو کم کردیتا ہے۔[۳]

بسا اوقات یہ اتفاق بھی پیش آتا ہے کہ انسان میں جنسی تحریک کی لہریں اٹھتی ہیں اور وہ محسوس کرتا ہے کہ اس رجحان (جنسی میلان) کے مقابلے میں اسکی طاقت بہت کم ہوگئی ہے۔ ایسا شخص اگر اس موقع پر صبر سے کام لے تو وہ دیکھے گا کہ یہ غریزی بحران جلد گزر جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے تک باقی رہ کے ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ محسوس کرے کہ اس بحران کے مقابلے سے عاجز ہے تو چند دن روزہ رکھنے سے یہ حالت جاتی رہتی ہے۔

ہم سب اس بات سے واقف ہیں کہ اسلام میں روزہ داری صرف ماہِ رمضان تک محدود نہیں بلکہ مختلف مناسبتوں سے مستحبی روزے بھی ہیں۔ اور ائمہ معصومینؑ اور بزرگانِ دین پابندی سے ان ایام میں روزہ رکھتے تھے۔ شیخ عباس قمی کی معروف تالیف "مفاتیح الجنان" میں ہر ماہ کے مستحب روزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۲) لڑکیوں کو محرم اور نامحرم کی تمیز کرنی چاہئے۔ تنہائی میں نامحرم فرد کے ساتھ ٹھہرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ کیونکہ شیطان اور نفسِ امارہ بہت طاقتور ہوتے ہیں۔ اگر اس موقع پر کوئی تیسرا فرد موجود نہ ہو تو انسانی عقل پر شیطانی وسوسے غالب آ جاتے ہیں اور طرفین کے گمراہ اور گناہ میں مبتلا ہونے کے لئے حالات سازگار ہو جاتے ہیں۔

۱۳) نامحرموں سے شوخی اور ہنسی مذاق سے پرہیز کیجئے اور ان سے سنجیدگی کے ساتھ گفتگو کیجئے۔ آواز و انداز کو اس طرح نازک اور ظریف نہ کیجئے کہ مردوں کی گمراہی کا موجب ہو۔ جیسے کہ قرآنِ کریم خواتین کو تاکید کرتا ہے کہ ایسی گفتگو نہ کریں جس سے بیمار دل افراد کے دلوں میں لالچ پیدا ہو۔

۱۴) آپ کو چاہئے کہ نامشروع و ناجائز روابط و تعلقات کے بجائے صحیح اور جائز روابط کی جانب اپنی توجہات مبذول رکھیں۔ نیز اپنی آئندہ زندگی اور ازدواج کی جانب متوجہ رہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ جلد یا بدیر یہ دن گزر جائیں گے اور آپ کو مستقبل قریب میں اپنے لئے ایک مناسب اور اچھے شریکِ حیات کا انتخاب بہرحال کرنا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اپنی آئندہ عائلی زندگی کی کامیابی کے لئے ضروری اور لازمی صلاحیتیں اپنے اندر پیدا کریں۔ اس سلسلے میں آپ کو ہر چیز سے زیادہ جسمانی اور نفسیاتی و روحانی سلامتی کی ضرورت ہے۔

ہمیشہ اور ہر حال میں یادِ خدا کی جانب راغب رہئے' کیونکہ خود قرآنِ کریم کہتا ہے کہ "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" "آگاہ ہو جاؤ کہ صرف یادِ خدا سے دل اطمینان پاتے ہیں۔" (سورہ رعد ۱۳۔ آیت ۲۸)

نیز جو کوئی بھی خدا کی یاد سے دوری اور غفلت کا مظاہرہ کرے گا اس پر زندگی سخت اور دشوار ہو جائے گی۔

"ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا"
"اور جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا اسکے لئے زندگی کی تنگی بھی ہے۔"

(سورہ طہ ۲۰۔ آیت ۱۲۴)

نو عمر لڑکیوں کو اپنی جوانی اور پاکیزگی کی قدر و قیمت جاننا چاہئے اور اس کی حفاظت کے سلسلے میں نہایت محتاط رہنا چاہئے۔ اپنے آپ کو ہر قسم کی تحریکات اور شیطانی وسوسوں سے دور رکھیں اور کسی بھی صورت میں گمراہ' آزاد خیال اور بدکردار لوگوں سے میل میلاپ' اٹھنا بیٹھنا اور ان کے یہاں آنا جانا نہ رکھیں۔

البتہ ممکن ہے کبھی وہ اس سلسلے میں اپنے عزم و ارادے میں کمزوری محسوس کریں۔ لیکن اس موقع پر انہیں عزمِ صمیم اور استقامت کو ہاتھ سے نہیں کھونا چاہئے۔ ایمانِ کامل اور خدا پر ایمان کی نصرت پر بھروسہ کریں یہاں تک کہ اپنی پاکیزگی کی حفاظت میں کامیاب ہوں اور اپنی عفت و نجابت کو محفوظ رکھ سکیں۔

چند فقہی احکام

- عورت کا نامحرم کے بدن پر نگاہ کرنا (اسے دیکھنا) حرام ہے۔
- لڑکیوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بدن اور بالوں کو نامحرم لڑکوں اور مردوں سے پوشیدہ رکھیں۔ بلکہ احتیاطِ واجب یہ ہے کہ اپنے جسم اور بالوں کو اس لڑکے سے بھی چھپائیں جو ابھی بالغ تو نہیں ہوا لیکن اچھے اور برے کو سمجھ سکتا ہے۔
- دوسرے کے جسم کے پوشیدہ مقامات پر نگاہ کرنا حرام ہے۔ اور احتیاطِ واجب یہ ہے کہ اس چھوٹے بچے کے پوشیدہ جسمانی اعضا پر بھی نگاہ نہ ڈالیں جو اچھا برا سمجھ سکتا ہو۔

اسلام کے عطا کردہ احکام و فرامین فرد اور معاشرے کی پاکیزگی اور سلامتی کے لئے ہیں۔ جس خالق نے انسان کو خلق کیا ہے اس نے اس کی سعادت اور ہدایت کے واسطے

دستور العمل پیش کیا ہے۔ یہ دستور العمل فرد اور معاشرے کے مفادات کے عین مطابق ہے۔ اور ایسا معاشرہ جو الٰہی دستور العمل پر کاربند ہو وہ کسی بھی صورت میں خرابیوں' انحطاط اور زوال کا شکار نہ ہو گا۔

ممکن ہے کسی باایمان جوان لڑکی کا جنسی میلان اس قدر بڑھ جائے کہ ایک لمحہ کے لئے اس پر غالب آ جائے اور عارضی طور اس کے ذہن کو اپنی گرفت میں لے لے لیکن اس دباؤ' محرومیت اور ناگواریوں کے مقابل عصمت و تقویٰ کے ساتھ خدا پر بھروسے اور صبرو استقامت کی بنا پر اسکی باطنی کشائش اور نورانیتِ قلبی کا سبب ہو جائے۔☆

باایمان جوان لڑکی کو ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ اس کی عمر کا یہ حصہ روحانی اور قلبی نشوونما کا دور ہے۔ اس نے اس پُر تلاطم راہ پر ابھی نیا نیا قدم رکھا ہے اور مستقبل میں اسے زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا ہے۔ لیکن استقامت' تقویٰ اور تزکیہ نفس کے اثر سے وہ ایک لطیف اور اعلیٰ روح کی حامل ہو سکتی ہے اور ارتقا کے اس درجے کو حاصل کر سکتی ہے جس سے اس قسم کے مسائل اسے انتہائی نچلی سطح پر محسوس ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ایمان سے مصفا قلب میں معنوی پاکیزگی اور عفاف کی لذت کو محسوس کرے گی۔

اس کے لئے اچھے اور خوبصورت واقعات و حوادث پیش آئیں گے۔ میٹھے خوابوں میں اولیاء اور ائمہ معصومینؑ اسے نوید دیں گے اور اس کا عالمِ ملکوت سے ارتباط برقرار ہو گا اور وہ ایک عرفانی حالت کو پالے گی' جس پر خواہشات کی غلامی' مال و دولت پرستی اور زرق و برق و زیور پرستی میں غرق لوگ پَر تک نہ مار سکیں گے۔

البتہ ان پاکیزہ و زکی جوانوں کو متوجہ رہنے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی موقع پر غرور کا

☆۔ جوان کو جاننا چاہئے کہ ہر ناگواری اور محرومیت ایک باطنی کشائش کے ہمراہ ہوتی ہے فان مع العسر یسرا "ہاں! زحمت کے ساتھ آسانی بھی ہے" (سورہ الشرح ۹۴ - آیت ۵)

شکار نہ ہوں اور خدا نے ان کو جو توفیقات نصیب کی ہیں ان سے غافل نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ایک لحہ کی غفلت بھی انہیں ان چیزوں سے محروم کر سکتی ہے جو انہوں نے تقویٰ اور تزکیہ نفس کے ذریعہ حاصل کی ہیں اور وہ زوال و پستی کی گھاٹی میں گر سکتے ہیں۔ کیونکہ انسانی نفس اژدھے کی مانند ہے جو خفیہ حالت میں بیدار ہوتا ہے اور یہ معمولی سی غفلت سے عقل پر غالب آسکتا ہے اور انسان کی تمام پاکیزگی اور عفت کو برباد کر سکتا ہے۔

جوانی کے بارے میں پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ معصومینؑ کے چند کلمات

○ - "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : اوصیکم بالشبان خیرا فانھم ارق افئدۃ ان اللہ بعثنی بشیرا و نذیرا فحالفنی الشبان و خالفنی الشیوخ ثم قرا فطال علیھم الامد فقست قلوبھم"

"رسول اکرمؐ نے فرمایا : میں تمہیں جوانوں کے بارے میں حسنِ سلوک کی سفارش کرتا ہوں' ان کے دل رقیق تر اور ان کے قلب جلد اچھائیاں قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ خداوندِ عالم نے مجھے نبوت کے لئے مبعوث کیا تاکہ لوگوں کو رحمتِ خدا کی بشارت دوں اور اس کے عذاب سے ڈراؤں۔ جوانوں نے میری باتیں قبول کیں' مجھ سے پیمانِ محبت باندھا' لیکن بوڑھوں نے میری بات قبول کرنے سے روگردانی کی' میری مخالفت پر کمربستہ ہوگئے اور قساوت و سخت دلی سے دوچار ہوئے۔" (کتاب شبابِ قریش ص ۱)

○ - "قال علی علیہ السلام : بادر شبابک قبل ھرمک' و صحتک قبل سقمک"

"حضرت علیؑ نے فرمایا : بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی سے اور بیماری سے قبل اپنی سلامتی سے استفادہ کرو۔" (روضہ کافی ص ۹۳ اور غرر الحکم ص ۳۴۰)

○ - "عن جعفر بن محمد عن آبائہ علیھم السلام فی قولہ

تعالی : ولا تنس نصیبک من الدنیا۔ قال لا تنس صحتک و قوتک و فراغک و شبابک و نشاطک و غناک و ان تطلب به الاخرۃ"

"امام جعفر صادق آیہ قرآن "ولا تنس نصیبک من الدنیا" کی تفسیر میں اپنے اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ صحت، قوت، فراغت، جوانی، نشاط اور اپنی بے نیازی کو فراموش نہ کرو۔ دنیا میں ان چیزوں سے استفادہ کرو اور اس عظیم سرمائے سے اپنی آخرت سنوارنے کی جانب متوجہ رہو۔" (اصولِ کافی ج۲۔ ص ۴۵۴)

○ - "قال ابو عبداللہ علیہ السلام : کان فیما وعظ به لقمان ابنه یا بنی و اعلم انک ستسال غدا اذا وقفت بین یدی اللہ عز وجل عن اربع شبابک فیما ابلیته و عمرک فیما افنیته و مالک مما اکتسبته و فیما انفقته"

"امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں : لقمان حکیم کے اپنے فرزند کو کئے گئے مواعظ میں سے یہ ہے کہ اے میرے بیٹے ! کل جب تو بارگاہِ الٰہی میں حساب کے لئے حاضر ہو گا تو تجھ سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھیں گے۔ اپنی جوانی کو کس راہ میں صرف کیا؟ اپنی عمر کو کس کام میں فنا کیا؟ دولت کیسے حاصل کی؟ اور اسے کس راہ میں خرچ کیا؟" (اصولِ کافی ج۲۔ ص۱۳۵)

○ - "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : ان العبد لا تزول قدماہ یوم القیمه حتی یسال عن عمرہ فیما افنا و عن شبابه فیما ابلاہ"

"رسولِ اکرمؐ نے فرمایا : قیامت میں کوئی بندہ قدم نہ بڑھائے گا جب تک ان سوالوں کے جواب نہ دے۔ پہلے یہ کہ اپنی عمر کس کام میں فنا کی ہے؟ دوسرے یہ کہ جوانی کس راہ

میں صرف کی ہے؟" (تاریخ یعقوبی ص ۵۹)

○ - "قال علی علیہ السلام : شیئان لا یعرف فضلهما الا من فقدهما : الشباب و العافیة"

"حضرت علیؑ نے فرمایا : دو چیزیں ایسی ہیں جن کی قدر و قیمت نہیں پہچانتا، مگر وہ جو ان سے محروم ہو چکا ہو۔ ایک جوانی اور دوسرے تندرستی۔" (غرر الحکم ص ۴۴۹)

○ - "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : یا اباذر اغتنم خمسا قبل الخمس، شبابک قبل ہرمک و صحتک قبل سقمک و غناک قبل فقرک و فراغک قبل شغلک و حیوتک قبل موتک"

"رسولِ اکرمؐ نے حضرت ابوذر غفاری سے فرمایا : پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت سمجھو۔ اپنی جوانی کو بڑھاپے سے قبل، اپنی صحت کو بیماری سے قبل، اپنی تمکنت کو تہی دستی سے قبل، اپنی فراغت کو مصروفیت سے قبل اور اپنی زندگی کو موت سے قبل۔" (روضہ کافی ص ۹۳)

○ - "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : فلیاخذ العبد المومن من نفسہ لنفسہ، و من دنیاہ لاخرتہ، و فی الشبیبة قبل الکبر و فی الحیٰوة قبل الممات"

"رسولِ اکرمؐ نے فرمایا : باایمان مرد پر لازم ہے کہ اپنی طاقت کو اپنے نفع میں استعمال کرے۔ اپنی دنیا کو اپنی آخرت کے لئے، اپنی جوانی کو پیری کے ایام آجانے سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت آجانے سے قبل۔" (بحار الانوار ج ۱۵۔ ص ۲۳۶)

○ - "و عنہ صلی اللہ علیہ و آلہ : ان للہ ملکا ینزل فی کل لیلة فینادی یا ابناء العشرین جدوا و اجتہدوا"

""آنحضرتؐ کا فرمان ہے : فرشتۂ الٰہی ہر رات کو بیس سالہ جوانوں کو ندا دیتا ہے کہ (اپنی سعادت و کامیابی کے لئے) جدوجہد اور کوشش کرو۔"(مستدرک ج۲۔ ص۳۵)

○ - "عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ : سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ، الامام العدل و شاب نشا فی عبادۃ اللہ"

"رسولِ اکرمؐ نے فرمایا ہے : خدا اس روز جب اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا سات گروہوں کو اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دے گا، اول عادل حکمران، دوم ایسا جوان جس نے عبادتِ خدا میں نشو و نما پائی ہو۔۔۔۔"(اصولِ کافی ج۶۔ ص۴۷)

جوان کی توبہ

○ - "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : ما من شیئ احب الی اللہ من شاب تائب"

"پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا : خداوندِ عالم کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب وہ جوان ہے جو توبہ کرتا ہے اور بارگاہِ الٰہی سے اپنی خطاؤں کی معافی چاہتا ہے۔"(مستدرک ج۲۔ ص۶۲۵)

❑❃❑

منابع و مآخذ

(۱) - قرآن

(۲) - نہج البلاغہ

(۳) - غرر الحکم

(۴) - میزان الحکمہ

(۵) - بحار الانوار — علامہ مجلسی

(۶) - حدیثِ تربیت "جوان" — سخنان چہاردہ معصومؑ

(۷) - توضیح المسائل — امام خمینی (قدس سرہ)

(۸) - تحریر الوسیلہ — امام خمینی (قدس سرہ)

(۹) - مشکلاتِ جنسی جوانان — آیت اللہ مکارم

(۱۰) - راہِ خوب زیستن — پیٹر داکو، ترجمہ ہوشیار رزم آرا

(۱۱) - بلوغ (نقشِ بلوغ در تکاملِ انسانہا) — ڈاکٹر احمد صبور اردوبادی

(۱۲) - بینشِ دینی سال چہارم دبیرستان — آموزش و پرورش

(۱۳) - مسائلِ زندگی و دانستیہای روان شناسی برای نوجوانان — ڈاکٹر استاس چسر، ترجمہ محمد نوروزی

(۱۴) - روان شناسیٔ نوجوان و جوانان — تربیت معلم

(۱۵) - روان شناسیٔ کودک — ڈاکٹر محمد پارسا

(۱۶) - تعلیم و تربیت و مراحلِ آن — ڈاکٹر غلام حسین شکوہی

(۱۷) - تعلیم و تربیت — امانوئل کانت، ترجمہ ڈاکٹر غلام حسین شکوہی

(۱۸) - مراحلِ تحول و رشدِ انسان — محمد رضا شرفی

(۱۹) - مشاورہ و راہنمائی تحصیل در تعلیم و تربیت	سید مہدی حسینی
(۲۰) - زمینہ روان شناسی	رینال ' ا تکینسون ' رچرڈ ' ارنسٹ ہیل گارڈ
(۲۱) - کشف المحجہ	سید بن طاووس
(۲۲) - گناہانِ کبیرہ	آیت اللہ دستغیب شیرازی
(۲۳) - انحرافاتِ جنسی	نشریہ دفترِ تبلیغاتِ اسلامی
(۲۴) - ماہنامہ انجمن اولیاء و مربیان	
(۲۵) - مکارم الاخلاق	الطبرسی
(۲۶) - سیمای جوانان	علی دوانی
(۲۷) - ہزار حدیث	استاد محمد تقی فلسفی
(۲۸) - نگاہِ پاک زن و نگاہ ھای آلودہ بہ او	ڈاکٹر احمد صبور اردو بادی

خطاب بہ جوانانِ اسلام

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبّر بھی کیا تو نے؟
وہ کیا گردوں تھا' تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارہ؟
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا
تمدن آفریں' خلّاقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب' یعنی شتربانوں کا گہوارا
سماں اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا رہا شانِ امارت میں
"بآب و رنگ و خال وخط چہ حاجت روئے زیبارا"
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرانشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہانبان و جہاں آرا
اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیّل سے فزوں تر ہے وہ نظّارا
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار ' وہ کردار ' تو ثابت ' وہ سیّارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا
حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلّم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی ' کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا
"غنی روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں راتماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخارا"

علامہ اقبال